بعون صانع کن فکان و فضل خلاق زمین و زمان
مطبع نامی منشی نولکشور میں بحسن زیبائش منطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہار مین ہو اگر ساقیا گلاب قلم
کھلے یہ غم سے بنے شیشۂ شراب قلم

عروس فکر کو دکھلائیگا شباب قلم
کرے سدا دسی کیونکہ نہ اب خضاب قلم

قلم بناؤن جو منقار عندلیب کا مین
نہ بوستان دسوا پھر لکھے کتاب قلم

لکھا ہے وصف جو اوس سرو تیری قامت کا
بنا ہے مصرعۂ شمشاد کا جواب قلم

صفت لکھون اگر اوس چشم نیمخواب کی مین
ہو مثل سبزۂ خوابیدہ مست خواب قلم

خیال زلف مین مانند شاخ سنبل تر
ریاض فکر مین کھاتا ہے پیچ و تاب قلم

ریاض دہر مین ہے بعد رنج راحت بھی
کہ پھول کھلتے مین ہوتا ہے جب گلاب قلم

یہی اشارہ ہے اب چشم مست ساقی کا
کہ وصف کشتی مے مین چلے شتاب قلم

اگر مری گل مضمون کی وہ صفت پوچھے
صریر سے وہین بلبل کو دے جواب قلم

مطلع

کرے صریرسے وصف اوس رخ کتابی کا — رکھے یہ نوک زبان مطلب کتاب قلم
یہ کیا ہی دخل کوئی بات بچ کے رہ جائے — کہ صید ساری ہین مضمون اور عقاب قلم
نہ کام لکھنے سے ہی اے جنون نہ پڑھنے سے — رکھی ہی طاق پہ مدت سی یان کتاب قلم
خیال اگر خط مشکین کا ہو دم تحریر — تو بے مداد لکھے نامے کا جواب قلم
کہو فلک سے تصدق ہو مثل پروانہ — کہ وصف رخ سے بنا شمع ماہتاب قلم
بیاض چشم پہ لکھون مین حسرت دیدار — اگر بنے مژۂ دیدۂ پر آب قلم
کہون مین دیکھ کے قلمین رخ مخطط یار — کتابی چہرے سے پیدا ہوئی کتاب قلم
نہین ہی ڈر مجھے روز حساب کا ناصح — نہ لکھ سکے گا مرے جرم بے حساب قلم
ہمارے خط کو اگر پڑھ سکے یار ای قاصد — اوٹھائے ہاتھ مین اپنے بے جواب قلم
نہ چل سکے کبھی مانند پای خواب آلود — ہو بخت خفتہ کی خوبی سے مست خواب قلم
صدا ہی تار ہی نال قلم مین او مطرب — لکھی جو تیری صفت بنگیا رباب قلم
اگر لکھون صفت چشم مست ساقی مین — بنائے دائرون کو ساغر شراب قلم
لگائیگا مجھے نیزے یہی ہی بس تعبیر — دیے ہین یار نے مجکو میان خواب قلم
جو وصف زاغ کمان لکھو او شکار انداز — تو اپنے ہاتھ مین ہو صورت غراب قلم
مین وہ ہون ساغر معجز رقم سن او بلبل — صریر سے تری نالو نکا دے جواب قلم
اگر ڈبوئیے شنگرف مین پے تحریر — یقین ہی صورت گلگون چلے شتاب قلم
بھلا ہی فائدہ کیا ایسی ہرزہ گوئی سے — زبان خراب نکر خانمان خراب قلم

۳

مطلع

ہما ہوا ہے تری مدح سے وہ ای مولا
جو میرے ہاتھ میں تھا صورت غراب قلم

صفت ترے دُر دندان کی گر بیان کرے
زبان دھونے کو مانگے گہر کی آب قلم

لکھوں میں شرح جو تیرے کلام رنگین کی
کرے مداد کو رنگینی سے شہاب قلم

ہے تیری مدح کا غفلت میں بھی خیال مجھے
بسان نبض ہے جاری میان خواب قلم

میں رشک گلشن جنت کہوں نیستان کو
جو وصف شیر خدا میں لکھے کتاب قلم

لکھوں ترے سر مجروح کا جو مرثیہ میں
تو جائے اشک سیہ روئے خوناب قلم

ہوا ہے جس سے کہ تحریر دفتر تقدیر
وہ تیرے ہاتھ میں ہے یا ابوتراب قلم

صفت لکھوں میں اگر تیرے روی روشن کی
تو میرے ہاتھ میں ہو شمع ماہتاب قلم

لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز
کہ چوب خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم

ہوا تو دست بقبضہ نہ حرف حق کلمہ
زمین پہ تو نے رکھا یا ابا تراب قلم

تو تیرے دشمن موذی کا نام میں لکھوں
تو کھائے سانپ کے مانند پیچ و تاب قلم

چلے گا تیرے عدو سے کہیں جو صورت تیر
کہاں سے کہ زمانے میں رکھے گا یا تراب قلم

صریر کلک سے ہو شور الاماں پیدا
جو تیغ پہ تیرے لکھنے ترا عتاب قلم

لکھے جو وصف تری تیغ شعلہ افشاں کی
بنائے طائر مضمون کو بھی کباب قلم

صریر کلک سے زہرہ ہو آب آتش کا
اگر لکھے صفت شعلۂ عتاب قلم

تری نسیم عدالت سے لے کے گر مستر
ریاض خلد میں ہوتا نہیں گلاب قلم

شہا یہ تیری عدالت کا گرم ہے بازار
کبھی ہوا نہ سر شمع ماہتاب قلم

الٰہی تاکہ رہے صفحۂ جہان قائم
جہان مین شاہ ولایت کے دوست ہین جتنے
جو دوستون کو سمجھتے ہین دشمنان علیؑ
علی کا صفحۂ عالم مین جو کہ دشمن ہو
لکھا کرون مین سدا وصف ساقی کوثر
اگر مرون مین الٰہی تو خاک سے میری

الٰہی تاکہ رہے دہر مین کتاب قلم
بجز ثواب نہ اونکے لکھے عذاب قلم
تو اونکی سر کو کرے تیغ بوتراب قلم
تو رو سیہ کرے اپنی طرح شتاب قلم
پیالے دائرے ہون کیفی شراب قلم
ہر اک کفن پہ لکھے نام بوتراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گیہان ابوالمظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خندان ہے
بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا
بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہے گل
چمن مین کیجے اشارہ جو سوی نخل حنا
ریاض دہر مین پھر یے تو سایہ کی صورت
چمن مین بات جو کیجے تو منھ سے پھول جھڑین
زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا

بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے
کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہے
شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہے
تو ساتھ اشارے کے اونگلی برنگ مرجان ہے
مراد دل عقب آرزو شتابان ہے
اب ان دنون مین یہ فیض بہارستان ہے
نمو کی سعی سے صیاد سخت حیران ہے

۵

مطلع

[illegible] ہند بالیدگی سی وقت رقم
ہر ایک سطر مگر شاخ عشق پیچان ہے

[illegible] دکھا کے رخ [illegible] و زلف کہتی ہین گلرو
اگر وہ ہی چمنستان یہ سنبلستان ہی

زمین پہ دھو کے سی دوڑائے ہاتھ گلچین نے
کہ اپنے سایے پر اوسکو خیال پیچان ہی

[illegible] کے جھوکے سی اوڑ کر گرا جو یوسف گل
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے

نسیم پھرتی ہے مانند خضر کہتی ہوئی
کہ دست شاخ مین گل جام آب حیوان ہی

بجا ہی بادہ ٹپکتی ہے تاک سی مستی
پیالہ دیکھو ساقی کہ دور رمستان ہے

بجا ہی کہیے ہر اک گھر کو خانہ باغ اگر
ستون خانۂ شمشاد چمن باغ یکسان ہی

نہ کس طرح سے گلستان ہند ہو سرسبز
کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے

یقین ہے سیر کو اب آئے بلبل شیراز
گل نشاط سے ہندوستان گلستان ہی

سمجھ کو دار امان آتی ہی یہان خلقت
کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے

سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند برج حمل
کہ خانۂ شرف آفتاب تابان ہی

سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر
ہے بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہی

زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا
مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے

ہر اک صدف رخ دریا پہ ہی حباب آسا
کہ دست شاہ درافشان برنگ نیسان ہی

نہ کس طرح کہے اوسکو جہان شاہ جہان
زمین کی طرح فلک اوسکے زیر فرمان ہی

اب ایسے شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد
کہ جسکے ملک معانی بھی زیر فرمان ہے

جہان کو تیغ حوادث سے کس طرح ہو گزند
کہ چار سمت کا چار آئینہ نگہبان ہے

دعائین دے کے تجھے شب کو سوتی ہے خلقت
ہر ایک در کے لیے دزد مثل دربان ہے

کسی غریب کے گھر تک بھلا کب آئے چور
کمند موج لیے سیل بھی گریزان ہے

شہا ہے بازی ترے آگے تیغ بازی بھی
سر عدو خم تیغ گوی و چوگان ہے

فراز دست عدو کیون نہ سیکھے پانون سے
کہ تیغ قبضے سے سر جسم سے گریزان ہے

خرید کیجیے کوڑی کٹار کی دے کر
متاع جان عدو آجکل یہ ارزان ہے

ترا عدو جو سکندر بھی ہے شہا بالفرض
تو ڈر سے صورت عکس اپنے مین وہ پنہان ہے

عدو کی قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے
ترا وہ جذبۂ آہن ربای فرمان ہے

کمان سے تیر ترا نکلے کیا برای شکار
کہ جو ہے صید وہ قربان پہ تیری قربان ہے

بجاے پر نکل آئے ہین استخوان تن سے
ہمارے تیر کے ڈر سے یہ صید لرزان ہے

کیا ہے حکم جو تو نے نہ رہنے پائے شراب
خمون کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہے

اسی سے کہنے لگے آفتاب اوسے شاعر
کہ نام سے نہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہے

لگے نہ سحر جہان مین کچھ اوسکا پھل پیڑا
کہ بہر کشتی مے قہر تیرا طوفان ہے

یہی ہے ڈر نہ کوئی دے شراب سے تمثیل
فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے

عوض مین غنچے کے توڑین گلابیان گلچین
بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہے

پیالے ٹوٹتے ہین آپ مثل جام شراب
ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہے یہ فرمان ہے

لکھین جو تخت مرصع پہ تیری تعریفین
تو خامۂ دو زبان آج گوہر افشان ہے

یہ مبلدرو ہے کہ پل مین نگہ سی غائب ہو	اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے
کریگا نفی عدو کو ترے یہ ثابت ہے	کہ دونون دانتون سے اک شکل لانمایان ہی
جو دیکھون فیل فلک رتبہ کو ترے تو کہون	برنگ کوہ یہ اسے خسرو جہانبان ہے
یہین مین جانت یہ فرہاد کی ہین ست راز	نہین ہی سونڈ یہ نسرین کی زلف پیچان ہے

دعا کے واسطے گویا اوٹھا تو اپنے ہاتھ
صفت کا اوسکی بیان تجھسے غیر امکان ہی

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل	بہار زلف سے جبتک جہان گلستان ہی
ریاض دہر مین جبتک رہی گل خورشید	الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
دکھائی دے گل رعنا کی طرح تا شب و روز	خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہی
ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر	اگر یہ ہے چمنستان وہ سنبلستان ہے
رہین فلک پہ یہ جبتک ثوابت و سیار	زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہی
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے و کر	جہان مین تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہی
سپہر آئے نظر جب تلک کہ بازیگاہ	ہلال و مہر مین تا لطف گوی و چوگان ہی
الٰہی تا رہے اورنگ زرنگار سپہر	زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہی
رہے مدام تو باتخت و تاج و جاہ و حشم	کہا کرے سب تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہی

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان مع خدیو کیہان ابو المظفر معز الدین
شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

آنسو ہین روان لب پہ ہر دم چاک گریبان
ہے کون ترے بے سر و سامان کے برابر

جب خال سیہ دیکھیے رخسار پہ کہیے
ہندو کوئی بیٹھا ہے مسلمان کے برابر

چھالون نے مرے پانون کے آنکھون پہ جگہ دی
سمجھے ہین ہر اک خار کو مژگان کے برابر

وہ رشک پری جا ہی جو گلگشت چمن کو
ہو تختۂ گل تخت سلیمان کے برابر

پروانہ بنے فاختہ اور شمع بنے سرو
یار آئے تو ہو بزم گلستان کے برابر

میری غزل گرم کا اب مطلع روشن
ہے مطلع خورشید درخشان کے برابر

مطلع

روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر
نہرین ہین روان روضۂ رضوان کے برابر

گل کھا کے بنا ہون مین گلستان کے برابر
نالے ہین مرے مرغ خوش الحان کے برابر

ہر چند کہ موزون ہے ترا سرو بھی قمری
لیکن نہ مرے سرو خرامان کے برابر

کہتا ہی خضر دیکھ کے سرخی تری لب کی
خون کس کا ہوا چشمۂ حیوان کے برابر

قربان مری ایسی اسیری کے رہائی
یوسف مرا آیا در زندان کے برابر

ایسا ہے جلا دیکھ کے تیرا قد و قامت
ہے سرو چمن سرو چراغان کے برابر

تم کشتون کے مدفن پہ جو آؤ تو سمجھ کر
لے جائے کوئی ہاتھ نہ دامان کے برابر

یہ عشق نے کیا آگ لگا دی ہی الٰہی
دوزخ بھی نہین سینۂ سوزان کے برابر

ہے موج ہوا تیر و کمان شاخ خمیدہ
بن تیر سے ہر اک غنچہ ہی پیکان کے برابر

بوسہ وہین لے لونگا مسلمان ہوں اے بت
عارض کو نہ کہیو کہین قرآن کے برابر

بخشی ہے ترے روز حمایت نے یہ طاقت
ہر طفل ہے اب سام و نریمان کے برابر

گلے میں جہاں کوئی نگہبان نہیں ہے
وان گرگ سے تا شیر ہے چوپان کے برابر

رہتا ہے شرر آب میں اب صورت مرجان
ہے شمع کا بھی چور نگہبان کے برابر

تا حسن عدالت کا ہو پاسنگ دم وزن
خورشید ہمیشہ رہے میزان کے برابر

چوروں کی طرح ہاتھ لگے دزد حنا بھی
اللہ رے فرمان ترے فرمان کے برابر

دروازے کھلے چین سے کیا سوئی ہے خلقت
ہے روزن در دیدۂ دربان کے برابر

ایسی ہے تری عہد میں اسلام کی عزت
ہے رشتۂ تسبیح رگِ جان کے برابر

جو طوف ترے در کا کرے ہے وہی حاجی
تیرا ہے مکان کعبۂ ایمان کے برابر

گر تیری شجاعت کا کروں حال میں تحریر
بنجائے قلم خنجر بُرّان کے برابر

افسانہ کہوں گر تری شمشیر دودم کا
دشمن کو سُلاؤں وہیں میدان کے برابر

تلوار تری روز وغا برق نظر آئے
سر دشمنوں کے قطرۂ باران کے برابر

گر کاٹ سناؤں میں تری تیغ دودم کا
ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر

ہے دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی
اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر

بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ
سایہ بھی ہے اک برق درخشان کے برابر

ہے اشہب فلک سیر ترا غیرت خورشید
ڈانٹے تو اگر او سکے تو بس ہان کے برابر

جائے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا
بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر

اوڑنے میں اگر کہیے تو وہ رشک پری ہے
خصلت میں جو دیکھو تو ہے انسان کے برابر

خیالِ سنبلِ خط میں جلوں جو میں وحشی
قلم کی طرح مرے نقش پا بنیں زنجیر

زبان سے گو نہ کہا حال ناتوانی کا
شکستِ رنگ سے کرتا رہا ہوں میں تقریر

فتادگی مری منظور کلکِ قدرت کو تھی
جبیں نقشِ قدم پر لکھا خطِ تقدیر

وہ شوخ طفلی میں کرتا تھا مشق بہتانکی
سرِ سرِ کلک پہ رکھتا تھا تہمتِ تقریر

نظر پڑی تری بسمل کی جیسے بیتابی
تڑپ کی شکل ہے جنبش میں جوہرِ شمشیر

فلک کے پار ہوئی اپنی آہِ پُر تاثیر
ہمارے تیر سے صیاد ہو گیا نخچیر

وہ کوہکن ہوں کروں میں جو عزمِ کوہ کنی
تو آبِ تیشہ رواں ہو بجائے چشمۂ شیر

رقیب دیکھ کے کٹتے ہیں اسلیے ہمکو
کہ آبِ تیغ سے اپنی ہوئی ہے خاک خمیر

وہ ہم سخن ہو تو عیسیٰ کا دم پھڑک جاوے
یقیں ہے معجزہ لب سے بول اٹھے تصویر

مرے سبب سے جنوں کا ہے سلسلہ باقی
قدم سے ہے مرے آباد کوچۂ زنجیر

کسی کے قامتِ موزوں کا دھیان آتا ہے
تو چاہیے غزلِ عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جواں ہے اگرچہ میں ہوں پیر
اک آفتاب ہے مثلِ سحر گریباں گیر

لکھوں جو بینی و زلف و دہن کو میں اوصاف
کہیں یہ سب ہے الف لام میم کی تفسیر

کرو جو شرح جدائی تو اے کمان ابرو
جدا رہیں لب سوفار ساں لبِ تقریر

ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھ اے مجنوں
دکھائی دیتی نہیں صورتِ صدا زنجیر

مطلع

ترے کرم کی بدولت یہ مال وزر ہی حقیر … کہ خاک در کی طرح پائمال ہے اکسیر

نہ کیون ہو صورتِ درج گہر دہان سوال … کہ تو ہے بحرِ سخا تیرا فیض ابر مطیر

ترے کرم سے گدا بے طمع ہوئے ایسے … کہ مثل آب گہر ہو گئی ہے موج حصیر

زبسکہ ہے ترا دریاے فیض طغیان پہ … گدا نے آب گہر سے کیے ہین گھر تعمیر

ترے بہار کرم کا یہ فیض جاری ہے … نکلکے صفحے سے اوڑتی ہے بلبل تصویر

کیا ہے سرو کو آزاد تو نے گلشن مین … صفات بندہ نوازی ہو مجھ سے کیا تحریر

لگے ہین نخل تصاویر مین بھی پھول اور پھل … نہال ہین تری بخشش سے گلشن تصویر

غریق آب گہر ہے فقیر کی کشتی … ترے کرم سے ہوا پانی پانی ابر مطیر

طلب کرے جو کوئی مشک اسکو بخشے ختن … جو شال مانگے کوئی بخش دیوے کشمیر

جو دیکھی تیری سخاوت فلک کے اوڑ گئے ہوش … گدا کو گاوِ زمین دے بجاے کاسۂ شیر

پڑھے اک اور بھی مطلع تری صفت مین غلام … شہا اگرچہ ہے قاصر مرا لبِ تقریر

مطلع

یہ ہے ترے در دولت کی خاک کی تاثیر … کہ جس فقیر کو دیکھو ہے صاحب اکسیر

لکھے گا منشی گردون کچھ اپنا حال تجھے … ترا وہ رتبہ ہے اے آفتاب عالمگیر

یہ کہکشان کا نہین خط فلک کی صفحہ پر … کہ عرضداشت کی تہ دو سنے کی شہا تحریر

وہ تیری عدل و حفاظت میں اب لکھون مطلع … کہ جسکا مطلع ثانی ہے مہر عالمگیر

مطلع

مطلع

ہزار بار پھر آئے وہ ربع مسکون مین ۔ نگہ کو تا بہ زرہ ہو نہ آنے مین تاخیر

فلک کو ساتون طبق ایکدم مین طی وہ کرے ۔ ترے سمند کو کیونکر کہون نہ عرش شمیر

جو دیکھیے اوسے نام خدا تو او مہتاب ہے ۔ بجا ہے رنگ پہ پیدہ کے گر سپہر کھینچے تصویر

اوسے ہی تازگہ تازیانے سے افزون ۔ جو دیکھیے تو نکل جاے صفحے سے تصویر

سوار فیل پہ دیکھین تجھے تو سب کہین ۔ کہ آج رات کو نکلا ہے مہر عالمگیر

لکھون وہ فیل کی تعریف مین نیا مضمون ۔ قلم سے آج تلک جو کیا نہ تحریر

جو فیلبان ہے فرہاد تو ہے تیشہ کجک ۔ پہاڑ فیل اگر ہے تو دانت چشمہ شیر

یہ جلد رو ہے کہ ٹھہرے نہ ایکدم ہرگز ۔ اگرچہ سطر مین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہ دخل کیا ہے تری مدح کر سکے گویا
تری صفت مین ہے قاصر شہا لب تقریر

اوٹھاؤن پھر دعا ہاتھ ابھی اے مولا ۔ کہ تو ہے شاہ وہ رستم مین ہون تیرے در کا فقیر

الٰہی تا ہے قائم یہ آسمان و زمین ۔ الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر

فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ دم زاد ۔ الٰہی تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر

مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو ۔ ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکھین زنجیر

نگاہ یار ہو یا رب بلا ہے جان جبتک ۔ سواد چشم پری تا ہو سبب تسخیر

کمان چرخ تری دوست کی ہو حلقہ بگوش ۔ ترے عدو کو لگائے شہاب ثاقب تیر

الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے ۔ کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

۱۳

یہ رنگ دیکھ کے حیران ہوا ہین آئینہ دار
کہا خرد نے کہ اسے سادہ لوح فکر نکر

بہار فیض سے اوسکے ہے یہ جہان گلشن
ہے جسکے ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر

محیط پنجۂ مرجان سے ہے نکالے ہاتھ
سخی بھی دست سخا کرین اوسکے دست نگر

تمام خلق کو اوس نے زبس نہال کیا
برنگ غنچۂ تہی مفلس کے مشت مین کچھ زر

پڑھون حضور مین اب لا جواب اک مطلع
اگرچہ وصف سدا تمائیانہ ہے لب پر

مطلع

تری بہار کرم کا ہے فیض عالم پر
کہ پھل تو رکھتی ہے تلوار اور پھول سپر

ہر ایک فیض سے تیرے ہے زندۂ جاوید
یہ کیا ہے دخل کوئی ہو یتیم جز گوہر

فقیر در پہ ترے جو گیا بنا وہ غنی
کہ تیری خاک قدم مین ہے کیمیا کا اثر

نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا
نہ چاک ہووے گریبان غنچۂ بار دگر

ذرا الم ہو کسی کو تو ہو زیادہ خوشی
جو نکلے آنکھ سے آنسو وہین بنے گوہر

ہلال بنتا ہے تسلیم کو مہ کامل
صباح آتا ہے مجرے کو خسرو خاور

نگاہ کرم سے گلشن برنگ مجمر ہو
شمیم لطف سے بنجاے مثل گل اخگر

جہان کو ہے یہ تری چشم پرورش سے فیض
کہ طفل اشک کو دامن ہے دامن مادر

نہ مرسے تو عہد مین غم بھی یہ راحت جان ہے
کہ سر کے کٹنے سے ہوتی ہے شمع روشن تر

مثال سرو بنے شمع باغ ہو محفل
گرے جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

ہوا ہے آتش گل سے یہ عالم گلزار — کہ نخل طور ہین گلشن مین آکے قلم اشجار

عجب ہے نام خدا لطف رنگ خاک چمن — خزانی ہوتے ہین پای بتان دم رفتار

نسیم گل مین ہے تاثیر معجز عیسے — نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار

خروش خندۂ گل اسقدر ہے گلشن مین — کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار

گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو — عجب نہین ہے جو زنگی بھی ہووے گلرخسار

جو گرد باد اوٹھے خاک سے بنے وہ سرو — چلے جو باد خزان بھی تو ہو نسیم بہار

چمن مین لائین اگر عندلیب کی تصویر — تو صفحے سے وہ نکلتی ہے یہ جوش بہار

جو باد صبح بناگوش مین کرون مین آہ — زبان تک آتے ہی آتے بنے نسیم بہار

زمین تو غیرت آئینہ ہے عجب کیا ہے — لگے جو بوسے لینے طوطی سبزۂ گلزار

اوگا ہے خندۂ گل تخم اشک بلبل سے — کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار

بسان شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے — رکھین جو شاخ ثمردار پر عصا ہون بار

خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہے نزاکت سے — ہوا ہے رنگ بھی اپنا گلون سے اوپر بار

کہین نظر نہ لگے زعفری سے نیلوفر ہو جاے — نگاہ کر نہین سکتی ہے گل پہ بلبل زار

یہ پاس نازکی شاخ گل ہے گلشن مین — کہ دم چرای ہوئے پھرتی ہے نسیم بہار

برنگ عارض خوبان ہین صاف دیوارین — مثال گیسوی محبوب سایۂ دیوار

شراب جوش سے گل جام غنچہ مینا ہین — نسیم لاتی ہے گردش مین اونکو ساقی وار

چمن مین پھرتی ہے مستی سے لڑکھڑاتی ہوئی — کسی روش پہ صبا اور کہین نسیم بہار

١٥

مطلع

جو تیرا ابر کرم سبزہ پہ ہو سایہ فگن
حباب میں ہوں نہاں صدف قطرہ شبنم

لگے جو سنگ کو ٹھوکر تری تو پارس ہو
قدم کے فیض سے اکسیر ہووے گرد و غبار

صبا کرے جو ترے جود کا چمن میں بیان
تو گل ہو صدف بنے شبنم بنے دُر شہوار

کروں میں عرض وہ رنگین مطلع ثالث
کہ جس پہ برگ گل تر ہزار کیجے نثار

مطلع

ترے سحاب کرم کا جو دشت میں ہو گذار
تو شاخ میں آہوؤں کی سبز ہو کے لائیں بار

زمین پہ ہاتھ جو تو دھو وے اے سحاب کرم
تو آب خاک کو کر دے طلائے دست افشار

زمین ہے دست سخاوت ترا ہے ابر بہار
جہاں اہل جہاں تیری زیر دست میں سب

ہے ایک آئینہ بردار تیرا اسکندر
مثال قیصر و خاقان ہیں تیرے خدمتگار

جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہیں سلیمان ہے
ہوں دست بستہ کھڑے انس و جن میں ویسا

اگر بلندی اقبال کا نظارہ کرے
سر فلک سے گرے آفتاب کی دستار

شہا تو ظل الٰہی ہے اور خلیفۂ حق
قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہو کرے عرش وقار

چلے رکاب سعادت پکڑ کے اغر ہوں
بجا ہے کہیے جو ہر ایک کو غاشیہ بردار

رکھا جہاں کہ قدم تو نے اے سحاب کرم
بنا ہے ابر دُر افشاں زمیں پر اوس کے غبار

ہر اک صدف ہے تہی اب نیساں سے جو حباب
ترا جو دست سخاوت رہا ہے گوہر بار

کرے نہ جیب سحر چاک پنجۂ خورشید
نسیم زلف جو ہو تیری حامی شب تار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۷

نہین بناتا ہی پاؤن اسکے خوف جولان سے
نہ گرد کھینچ لے جبتک کہ چرخ سو دیوار

گر اوسکی گرم روی کا بیان کرون کچھ بھی
تو شکل برق ہی بھر مرا لب اظہار

عیان ہی صاف شب قدر سر کی چوٹی ہر
طلوع صبح ہے اوسکی جبین پر انوار

ہوا کے دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے
سہے اوسکی گردن موزون پہ بال ہی یہ بہار

وہ دم سیاہ ہی یون جلوہ گر ہی سر نیو نہین
کہ درمیان مہ و مہر ہی عیان شب تار

پھرائے روی زمین سب کا گام اول مین
کہ جیسے صفحہ قرطاس پر پھرے پرکار

یقین ہی سیکڑون فرسنگ اوسکی جای صدا
لگا کے ساز مین مطرب جو موہی اوسکا تار

شہا صفت تری توسن کی مجھسے کب ہو بیان
خوشا وہ مرکب عالی کہ جسپہ تو ہو سوار

سوار ہووی جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
تو کہیے تو مہ تابان ہی اور وہ شب تار

جو دیکھین اوسکو کہین سب کہ چھا گئی ہی گھٹا
کہین چمک گئی بجلی جو دیکھہ لین رفتار

اگرچہ دائرے حلقے ہون سطرین ہون زنجیر
نہ ٹھہرے تسپہ بھی مضمون تیزی رفتار

جو پانی پیکے وہ خرطوم سی کہین وہ نہ تھا
ہمارے کشت پہ برسا ہی آج ابر بہار

کرون دعا پہ قصیدہ کو ختم اسے گویا
کہ وچ کر نہین سکتا مرا لب گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہی جنبش مین
مین اپنے دست دعا کھولون غنچہ سان اکبار

الہی تا ہی گلزار خلد و باغ جنان
چمن مین پھرتی رہی جبتلک نسیم بہار

بگوش دل سنین جبتلک سخن کو صاحب فہم
صدف مین قطرہ نیسان ہو تا در شہوار

سلطان مرسلین کی گویا صفت کرون
کیا منہ بھلا ہے مجھ سے فقیر حقیر کا

تصور تھا جو وقت مرگ اُس لیلی شمائل کا
مرے تابوت پر دھوکا ہوا مجنون کو محمل کا

وہی تھا جسکو مین سمجھا مین وہ تو ایک مدت تک
زہے غفلت رہا مین معتقد دعوای باطل کا

تعلق ہوئے دامنگیر سالک کا یہ ممکن ہے
نہین آب روان کو خوف ہو جونکی سلاسل کا

نہین ہے علم جانبازی مین کچھ حاجت معلم کی
تڑپنا آپ ہی اوستاد ہے تعلیم بسمل کا

خدا کی یاد سے غافل نکر اس قلب ذاکر کو
کہ نور ذکر رونق بخش ہے اس مہرۂ گل کا

بسان اشک بے تاثیر ہین سرگشتہ عالم مین
ارادہ میرے دانے سے نرکھے کوئی حاصل کا

نہین ملتی ہے ہاتھونکو گریبانسے کبھی فرصت
پکڑنا قیس کو دشوار ہے دامان محمل کا

سویدا ہے سواد منزل مقصود زاہد کو
نہ پہونچا کعبہ کو جو نابلد ہے وادی دل کا

سیہ زندان تن ہے روح صافی کیون نہ گھبرائے
ملک کو کسطرح خوش آئے مسکن چاہ بابل کا

ندیکھون سوی دریا تشنگی مین بے دماغی ہے
اگر مین غرق ہون وامن کبھی پکڑون نہ ساحل کا

بھرا ہے جام مہر و ماہ مین شربت شہادت کا
یہ مینا ہے فلک شیشہ ہے اک زہر ہلاہل کا

ازل سے چلتے چلتے گور تک پہونچے ہین مشکل سے
کنارہ ابتلک پایا نہین مقصد کی منزل کا

برنگ غنچۂ انگور تھین لاکھون گرہ دل مین
کھلا اک جام سے ساقی کی عقدہ میری مشکل کا

زبان کی بند ہر جانب سے روزن کھل گئے دل کے
نظر کی بند پردہ اوٹھ گیا بس سد حائل کا

نہین ممکن کوئی سیراب ہو دریای الفت سے
بایں قربت ہمیشہ خشک لب تھا ہمسایہ ساحل کا

مین مانگے جاؤن بوسہ گرچہ سو تلوارین مارے تو
زبان زخم سے مین کام لون لبہاے سائل کا

زمین پر یار جب چلتا ہے دل پامال ہوتا ہے
قدم ہے عرش پر پہنچا سرے خورشید ہمرا کا

تو وہ ہے شمع دیتا ہے مجھے گر تشبیہ دیتا مین
فلک پروانہ بنجاتا چراغ ماہ کامل کا

الٰہی زلف سے آئینہ رخ صاف کر بیٹھے
کہ ہے بیجا الجھنا ہر کسی سے کام جاہل کا

شب فرقت کا گر وہ حال پوچھے کیسوا ہے قاصد
بہت دریا بہت بیٹھا بہت تڑپا بہت ملکا

جو وحشت مین قدم رکھون زمین پر آسمان کا ہے
ہلا دی عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا

تبنگ ایسا غم فرقت سے ہون بس ڈوب ہی مرتا
بتا دیتی قضا جو گھاٹ مجکو تیغ قاتل کا

جفا گر وہ کریگا تو وفا مین بھی دکھا دونگا
دہان زخم سے لونگا بوسہ تیغ قاتل کا

برہنہ کیا ہے وہ دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہے مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی مجھ سا دیوانہ پیدا نہ ہوگا
ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہ ہوگا

نہ دیکھا ہو جسنے کہے اوسکے آگے
ہمین لن ترانی سُنا تا نہ ہوگا

کیا ہو گا گلگشت کو جبکہ وہ گل
تو گلزار پھولا سما یا نہ ہوگا

قیامت کے منکر جو ہین اے ستمگر
ترے قد و قامت کو دیکھا نہو گا

کبھی اسکی ہمسے بنجائے گی ہرگز
فلک جبتلک خوب سیدھا نہو گا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سُنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

پان تلک دیا کہ پہونچا تا فلک ریانہ شک
عقرب گردون پہ دہوکا ہوگیا گھڑیال کا

دیکھکر داغ دل سوزان مرا نالان ہوا
آفتاب حشر کو دہوکا ہوا گھڑیال کا

جو اوٹھاتا ہے طمع سے ہاتھ وہ بے رنج ہے
طائر رنگ پریدہ کو خطر کیسا جال کا

پانوئمین پہنا جو تونے ماہ کامل بنگیا
تھا بہ رنگ ماہ نو حلقہ تری خلخال کا

جب تری منہہ سے دہوان نکلا بنا ابہار
دم مین کھل جائیگا غنچہ بھی تری جہنال کا

مست چھپا رخ کو لب بام فلک بے نور ہے
مہر و مہ مین بن ترے عالم ہوا تجال کا

اسقدر دلچسپ ہے شکل اوسکی گر پڑ جائے عکس
نقش ہو آئینہ تصویر مین تمثال کا

دیکھ لیتا ہون جو مہر و مہ کو بارہ مرتبہ
پھر تو ہوتا ہے یقین اوس دن مجکو سال کا

جو کہ دنیا مین ہے وہ پستا ہے تیری چال سے
باغ عالم مین ہے عالم سبزۂ پامال کا

قتل کرنے کو جو آیا ہوگئی بس مجکو عید
تیغ قاتل کو مین سمجھا چاند ہے شوال کا

پانون پڑہتے ٹھوکرین کھاتی گئی گویا کی عمر
نقش پا سے بار ہے نامہ مرے اعمال کا

ہے جو مضمون فتنہ انگیز اسمین تیری چال کا
اب زمین شعر مین بھی خوف ہے بھونچال کا

مردے جی اوٹھتے ہین سنکر ہے یہ طرز گفتگو
ایک عالم جسپہ مرتا ہے وہ عالم چال کا

ابر کہتے ہین جسے ہے سایہ مژگان تر
دامن دریا ہے اک گوشہ مرے رومال کا

خون ناحق لیکے سر پر مہندی ہاتھو نمین نہ مل
دل پسا جاتا ہے او ظالم تری پامال کا

چاندنی کا دنکو بھی زخمی تر رکھتے ہین خوف
پرتو افگن ہے زمین پر چاند تیری ڈھال کا

پیاں قاتل کی خنجر کا جب عیاں ہو جائیگا
جامہ ہستی زندگی کا ... ہو جائیگا

جی نکلیگا دوگانہ سے تو گیا صیاد اگر
طائر جان دیکھیا سے آشیانہ ہو جائیگا

حسن روز افزون دکھائیگا جو وہ یوسف جمال
پیر یا منند زلیخا ... جوان ہو جائیگا

موت جب نزدیک آئی پھر ملا دست دعا تو کیا
فائدہ گر وہ ہوا تو ... ہو جائیگا

ہیچ دہ گریان ہون کہ بعد از مرگ تربت پہ مری
ابر رحمت کا ... ہو جائیگا

وصف قاتل کا کرونگا میں دہان زخم سے
ٹوٹ کر گر رہگیا خنجر زبان ہو جائیگا

اسے معلم مت پڑھا اس طفل کو زیر و زبر
جنبش لب سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا

ہوگی زلفون سے صفائی روی جانان کو سبب
صلح ٹھہری گی جو قرآن ... ہو جائیگا

جلوہ فرما ہو جواب تیرے لب شیرین کے پاس
سبزۂ خط طوطی شیرین ... ہو جائیگا

کھول دینگے شعلہ روز لفین تو ردیگا جہان
آنکھ سے نکلینگے آنسو جب ... ہو جائیگا

پست ہوگا آسمان ہوگی زمین سر سے بلند
میرے نالون سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا

جو بہ اکا کرتا ہے خموشی اختیار
ماہ نو جب بدر ہوگا ... زبان ہو جائیگا

آستان یار چھوٹے گا نہ بعد از مرگ بھی
سنگ مدفن مجکو سنگ آستان ہو جائیگا

دل بلا توائیگا لب پر مقرر دود دل
آگ بھڑکے گی ... ہو جائیگا

سرخ موباف اوسکی چوٹی کا نظر آیا اگر
وصل میں مجھکو شب خون کا گمان ہو جائیگا

شور ہوگا چار سو اے یار المشتاق کا
ایکدم بھی تو جو نظرون سے نہان ہو جائیگا

ایک دل دینگے ہزارون اوسکی بوسی لینگے ہم
فائدہ ہوگا بہت تھوڑا زیان ہو جائیگا

نغمۂ سازنے وان شب ہمین بیدار کیا
یان ہمین آنسوؤن کے تارنے سونے نہ دیا

سوگیا شب کو جو ہمسایہ تو سنجھ بین ٹھکرائی
میرے طالع کو مری یارنے سونے نہ دیا

چین سمجھے تھے آئی گی عدم مین ہمین نیند
سو خیال دہن یارنے سونے نہ دیا

تیغ نے اوسکے گلے لگکے سلایا مجکو
کیا ہوا ساتھ اگر یارنے سونے نہ دیا

خار کو سبے کف پا میرے نہ آرام آیا
پانوؤن کو آرزو خارنے سونے نہ دیا

یارنے وصل مین چاہا کہ مجھے نیند آئی
پر مرے طالع بیدارنے سونے نہ دیا

اوسکی آنکھون کے تصور نے اوڑا دی مری نیند
اپنے بیمار کو بیمارنے سونے نہ دیا

وصل مین آنکھ لگی تھی کوئی دم اسکے حضور
عمر بھر چرخ جفا کار نے سونے نہ دیا

تھی ہمین نیند آئی نہ وان فکر حنابندی مین
یان ہمین دیدۂ خونبارنے سونے نہ دیا

ہے یہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہے نیند
ہمکو یاد قد دلدارنے سونے نہ دیا

بال سا آنکھو مین کھٹکا کیا میرے شب بھر
یاد موے کمر یارنے سونے نہ دیا

جلد تلوار اوٹھالی مرے سر پر جھککر
سایۂ تیغ مین بھی یارنے سونے نہ دیا

ہجر مین سوتے تو کیا وصل مین منہ کو تلاش
شب گذری جو غم یارنے سونے نہ دیا

قبر مین بھی مجھے سونا تھا سو آیا اونکو
پر مجھے چرخ ستمگارنے سونے نہ دیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن مین گویا
نالۂ بلبل گلزارنے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگی شعار اپنا
نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

کون ہین وہ جو کیا کرتی ہین انسان کو قتل
تہ سے سیماب بھی کشتہ کسی عنوان نہوا

زور سے زیر کیا چاہیے نفس بدکو
آپ سے خر تو کبھی مائل پالان نہوا

سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز
خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہوا

آسیا آرد سے خالی ہے فلک کی یارو
اس سے کوئی کبھی منت کش نے و نان نہوا

عشق کا بار اوٹھا تب مری گردن پہ رکھا
حامل اس بوجھ کا جب گنبد گردان نہوا

برق وش جب مجھے وحشت نے اوٹھایا یارو
اک قدم ملک دو عالم مرا جولان نہوا

سینۂ گرم مرا خود ہے تنور روشن
مین کسی سے کبھی منت کش اک نان نہوا

عیب عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی
کبھی آلودہ غش دامن پاکان نہوا

اک غزل اور سناؤ کوئی گویا ہم کو
اس سے آسودہ ہمارا دل نالان نہوا

دیکھکر کون ترے چہرہ کو حیران نہوا
کسنے دیکھین تری زلفین جو پریشان نہوا

بیکسانہ مین ہوا خنجر قاتل سے شہید
کوئی ہمدرد مری لاش پہ گریان نہوا

جب مین سمجھا کہ یہ ہے سایۂ گیسوی دراز
پھر مجھے کچھ غم طول شب ہجران نہوا

ہم وہ بلبل ہین قفس ہی مین رہی ساری عمر
گذر اپنا تو کبھی سوے گلستان نہوا

اس تمنا مین ہم افسوس ہوئی سودائی
تیرے ہاتھون سے مگر چاک گریبان نہوا

جبتلک باندھے نہ خورشید رخونکی مضمون
مطلع صبح مرا مطلع دیوان نہوا

ابر مین کب نہ چھپا شرم سے تیری آگے
ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہوا

لے کب صبر کو آزاد بندہ
خط آزادی کا لکھوایا تو ہوتا

سمجھتے ہم ہیں مصحف تیرے رخ کو
ہمارا ہاتھہ رکھوایا تو ہوتا

چراغ زیر دامن کیون بنے ہو
ذرہ پٹہ منھہ سے سرکایا تو ہوتا

پس از مردن اوسے لے جذبۂ دل
لحد تک کھینچکر لایا تو ہوتا

نجاتے یار یون جلد اوس گلی سے
جنازہ میرا ٹھہرایا تو ہوتا

اگر آنکھیں ہمین دی ہین خدا نے
کبھی اوس بت کو دکھلایا تو ہوتا

دکھاکر رہگئے کیا تیغ کا گھاٹ
لہو میں ہمکو نہلایا تو ہوتا

جو کاہیدہ تھا مین تو کہربا سے
مرے لاشے کو اوٹھوایا تو ہوتا

بنایا اے خدا اگر اوسکو یوسف
ہمارے ہاتھہ بکوایا تو ہوتا

اگر کہتے ہو تم آئینہ رخ کو
کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا

غم نہیں اسکا مجھے مین مرگیا
غم یہ ہے قاتل کا خنجر بھر گیا

اوسنے دکھلائی مسیحائی مجھے
جینے مین ہر بات پر مر مر گیا

ضعف سے جب پاؤن اپنے رہ گئے
راہ مین تیری ہمارا سر گیا

مرنے پر بھولا نہ مجھہ وحشی کو وہ
آکے اک چھاتی پہ پتھر دھر گیا

میرے ہوتے غیر پر کرتا ہے ظلم
اوستم ایجاد کیا مین مرگیا

تھم گئے آنسو تو دل کہنے لگا
ہاتھ سے کیا گیسۂ گوہر گیا

سرو یا دست و بغل کا کو رکھا ہین تو بہی
مجکو دکھلا تو ہین ہم گنج شہیدان کیسا

بلبل نہ ارہون دمیاد نرکھہ قید مجھے
اندنون دیکھہ تو ہی رنگ گلستان کیسا

او سکے جاتے ہی ہوا صورت بسمل ہر گل
ہو گیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا

لخت دل دیکھہ یا مژگان تہ مری کہتا ہے
آج دریا کے کنارے ہی چراغان کیسا

توڑ سکتے نہین اک تار ہی اب ضعف سی ہم
چاک کرتے تہی کبھی اپنا گریبان کیسا

ابر ہی تجکو قسم نوح کی آ تو بھی دیکھہ
آج ہم کرتی ہین ان اشکون سی طوفان کیسا

کون سی فصل کو برسات ہین کہتے گویا
اشک بن ہمنے نہ دیکھا کہ ہی باران کیسا

گھر مین اک ماہ لقا کے ہی گذارا اپنا
اندنون بیچ قمر مین ہے ستارا اپنا

آتی ہے بحر محبت سی یہ ہر آن صدا
گور کہتے ہین جسے ہے وہ کنارا اپنا

نقد دل دیجیے اور زلف کا بوسہ لیجے
اے جنون خوب ہی اس سودے مین وارا اپنا

منہہ سے اوس بت کے نکلتا ہی کہ سبحان اللہ
جب وہ آئینے مین کرتا ہے نظارا اپنا

گذری جب آپ سے جا پہونچی دہان تک
اب تو بے منت پا دان ہی گذارا اپنا

قبر کو دیکھہ کے اوس ماہ نے منہہ پھیر لیا
کیون فلک اب بھی ہی گردش مین ستارا اپنا

ہم وہ پیاسی ہین نہ دیکھین کبھی دریا کیطرف
سوے آب دم خنجر ہے اشارا اپنا

منع کرتے ہو مجھے دیکھنے سی تم اپنے
شاہد اب تک کیا ہو گا نظارا اپنا

دیکھو آئینے مین اک بار ذرا شکل اپنی
تب مین جانون کہ نہ منہہ دیکھو دوبارا اپنا

ہو سیہ پوش کیون نہ مردم چشم — نگہ یار نے ہمین مارا
طور پر جا کے لاشہ رکھہ دینا — شوق دیدار نے ہمین مارا
مرگئے بس اسی تمنا مین — نہ کبھی یار نے ہمین مارا

بند جس نے کیا ہے گویا کو
اوسکی گفتار نے ہمین مارا

ہمسے برگشتہ ہوئی ابروے خمدار جدا — پھر گئی بخت کی صورت مژۂ یار جدا
ہم بغل تجھسے جو ہون ہو نہ تن زار جدا — جس روش گل سے رگ گل نہو زنہار جدا
عشق اسی کہتی ہین لب پر یہ دعا ہے تہ تیغ — سر جدا ہو پہ نہو قاتل خونخوار جدا
شمع کیطرح کھڑی ہین یہ چلے جاتی ہین — تیرے دلسوز ونکی سب سی ہے رفتار جدا
دیکھا دل کو مری پھیر لی یون آنکھہ اوسنی — جسطرح ہو کوئی بیمار سے بیمار جدا
ہمراہ مہ کنعان کہ جسے دیکھہ کے ہون — اونگلیان پنجۂ خورشید کی دو چار جدا
دل تو باقی نہین وس نرگس مخمور کی یاد — میرے کعبہ سے نہین خانۂ خمار جدا
راتدن سب مین اسی سوچ مین رہتا ہون ولا — شہسوار ایسا ہوا کون سا غمخوار جدا
ابلق چشم ہے گردش مین او ہو آنسو ہین روان — چاکر آوارہ جدا پھرتی ہین رہوار جدا
پیچ مین لائینگے وہ دیکھیے اب کس کس کو — ایکدم سر سے نہین ہوتی ہے دستار جدا
تیرہ بختی مری اتنی تو بھلا کام آوے — ہو نہ سر سے وہ کبھی سایۂ دیوار جدا
فکر وصف لب دندان مین جو ہون اے گویا — ہاتھ سے ہوتی نہین کلک گہربار جدا

بلبلوں کو دیکھ کر دریا کا جانا چھوڑ دے
کوئی بلبل مر گئی تو دیکھ لینا باغبان

کب وہ گل جاے گلستان میں براے عندلیب
ذبح کر پھولوں کو لوں گا خونبہاے عندلیب

یاد گلرو ان میں کیا گویا نے کھینچی آہ سرد
ہو گئے ہیں گل چراغ داغہاے عندلیب

ردیف تاے فوقانیہ

کیا ہیں شیداے قد یار درخت
ہیں جو شبنم سے اشکبار درخت

دیکھیں گر سرو قد یار درخت
خاک پر لوٹیں سایہ دار درخت

اشکبار اون پہ ہیں جو مرغ چمن
پہنے ہیں موتیون کا ہار درخت

سرکشی کی ہے کیا تری قد سے
کاٹے جاتے ہیں بے شمار درخت

کیا ترے قد سے دون مثال اوسے
کہ ہے انگشت زینہار درخت

تیرے جلوے سے نخل طور رہے
ہیں جو بالاے کوہسار درخت

بید مجنون کو دیکھ او لیلی
ہے یہ مجنون کا یادگار درخت

دیکھکر تجھکو بھول جائیں گے
گل کھلائیں گے بے بہار درخت

زندگی میں نہ میں نے پھل پایا
ہو نہ میرے سر مزار درخت

فائدہ بھی یہان تو نقصان سے ہے
سنگ کھاتے ہیں باردار درخت

داغ تن پھل رہے ہیں صورت گل
ہم ہیں گویا شگوفہ دار درخت

کیا چمن کو جاؤں نہیں دیوانہ نازک مزاج
موج بو ہی گل سے ہو جاتا ہوں زنجیروں کے بیچ

جب صنم خانے میں جاتا ہے وہ بت نام خدا
جان پڑ جاتی ہے سب پتھر کی تصویروں کے بیچ

باندھے سب فتراک ہی صیاد نے چھوڑا مجھے
میں ہی کیا صید زبون تھا سارے نخچیروں کے بیچ

رنگ اڑ جائے سبھی کا تیرے رعب حسن سے
گر تری تصویر رکھدیں لاکھ تصویروں کے بیچ

تشنگی جب سے شہید کربلا کی ہے سنی
آبداری کا نہیں ہے نام شمشیروں کے بیچ

مرضی حق میں کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم
عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیروں کے بیچ

واہ کیا کہتا ہے اوسکا سحر ہے باتیں نہیں
بند کر دیتا ہے جو گویا کو تقریروں کے بیچ

ردیف حای حطی

اوس رشک آفتاب کو گر دیکھ پائے صبح
خجلت سے تا بحشر نہ پھر منہ دکھائے صبح

چوٹی کے بال پیٹھ پر اپنی وہ کھول کر
کہتا ہے ہنس کے شام ہے دیکھو تو کیا ہے صبح

آجاتی ہے ہنسی سے مجھے یاد ایک صبح کی
روتا ہوں دیکھ دیکھ کے میں خندہ ہائے صبح

بند قبا جو کھولے تو ملے رشک آفتاب
کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑے اوڑائے صبح

تیرا رخ صبیح اگر دیکھ لے کبھی
خورشید کی نظر میں نہ ہرگز سمائے صبح

کس نازنین ہی سیکھی ہے اوس نے سبکروی
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پائے صبح

چیکن کے تیری بند جو دیکھے سو یہ کہا
تار شعاع مہر سے بند قبائے صبح

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہِ نو کیطرح
کہ ہمین بعد مہینے کے دکھاتا ہے وہ رخ

آنکھین نرگس مین وہین غنچہ ہی عارض گل مین
پھولون کی ڈالی ہمین اب نظر آتا ہی وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نہ رہا اسے گویا
دیکھ لے متصل زلف چلیپا سے وہ رخ

جو ہم پہ غصے مین ہو رنگ روی جانان سرخ
لہو یہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ

خیال آتش گل مین ہین یہ بسکہ گرم فغان
ہوا ہے شعلہ آواز عندلیبان سرخ

کرے جو قتل وہ مجکو نہ مین کرون رسوا
لہو سے میرے کبھی ہو نہ تیغ جانان سرخ

لگا یا آنکھون کو جو یار کا حنائی ہاتھ
تو میری پلکین ہوئین مثل شاخ مرجان سرخ

قبائے سرخ صنم سے ہے کیا اوسکی نسبت
کہ عندلیب فقط گل کا ہی گریبان سرخ

گمان ہے سبکو کہ الماس ہو گئے یاقوت
جو پان کھانے سے اوسکے ہوئے ہین دندان سرخ

ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا
بہا یہ تلوون سے خون ہو گیا بیابان سرخ

مین کیا بتاؤن کہ کیسے ہین سرخ وہ لب یار
نہ لعل سرخ ہے ایسا نہ ایسا مرجان سرخ

جو عندلیب کو غیرت ہو روئے ایسا خون
کہ گلفروش کی ہو جاوے ساری دکان سرخ

قبا سفید جو پہنے تو سرخ ہو جائے
فزون ہے گل سے کہین رنگ جسم جانان سرخ

پس از فنا بھی جو ہے دھیان دست رنگین کا
تو ہڈیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ

برس رہا ہے لہو میری چشم تر خون سے
وہ دیکھے آکے نہ دیکھا ہو جسنے باران سرخ

ہماری قبر پہ شوخی سے وادسنے پھینکے پیک
کہا کہ چاہیے تھا مرقد شہیدان سرخ

ردیف دال

دیکھہ لونگا جو تصور مین تو کیا کیجیے گا
بنگیا چرخ مرے اشک کے دریا کا حباب
شکل فانوس خیالی ہون سدا گردش مین
کر دے قاتل دہن زخم سے خندان مجھکو
کھا گیا آہ ترا غم تو کلیجہ میرا
پانوٴن رہجاتی ہین چلنے سے تو سر پھرتا ہے
کھائی زخم اوسنے بہت اپنی گلا کاٹین آپ
بھولتی دل سے نہین یاد کسی مطرب کی
کبھی کاشانۂ دل مین نکیا تونے گذر
تنگ ہین زیست سے ہم سر ہے وبال گردن

میری نظرون سے بھلا رہبر کا پنہان تا چند
رہون اے ماہ تری ہجر مین گریان تا چند
تجھکو ڈھونڈھا کر وانے شمع شبستان تا چند
مین رہون آرزوِ قتل مین گریان تا چند
اے ستمگار کرون دعوت مہمان تا چند
رہون سرگشتہ مین اے گنبد گردان تا چند
سر پہ لین ہم تری تلوار کا احسان تا چند
دیکھیے دیکھیے کسطرح رہتے ہین نالان تا چند
خانہ آباد مرا گھر رہے ویران تا چند
تیری مشتاق رہین خنجر جانان تا چند

نظر آتا نہین گویا مجھے سامان وصال
دست وحشت مین پھرون بے سر و سامان تا چند

از آب چشم سوی زخم دل من نکند
نالم وحیف لب بام تو شیون نکند
جامہ گر چاک شد از تار کفن دوختہ ام
زیر دیوار تو از رشک نگہبان باشم
عشق گیسوی تو گر سلسلہ جنبان نشود

تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکند
گریم و اشک دوان دیدۂ روزن نکند
چون من زار کسی خواہش مردن نکند
کہ نگہ بر رخ تو دیدۂ روزن نکند
کار زنجیر بہ گردن رگ گردن نکند

ردیف ذال معجمہ

قطعہ

استخوان میری سگ یار تلک پہونچا وے
صد نہ تیغ سے اور فرط نزاکت کے سبب
چھین جوہر شمشیر سے منگوائے پھول
کیا ہی مرنے سے مرے شاد ہین اعدا
نرہی بعد مرے نامۂ پیغام کی رسم
منھ دکھانا تو کہان باتین بھین اوسکی مجھ
کیا ہوا غم نہ کیا اوسنے مری مرنے کا
چاک کرتا ہون اسی غم سے کفن مرقد مین
مجھسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا
کبریائی تری ثابت نرہی گی اوبت
استخوان کو نہ جلا دیجیو اے آتش غم
وہین گور ابھی وا ہو بیان کرنے کو
سر اوٹھایا مری وحشت نے پس از مردن بھی
سنگ مدفن کی عوض رکھدیا مدفن پہ مرے
سب سے پہلی ہو نمیں اوس سرو خرامان کا اسیر
تیری آنے کی دعا مانگی ہے اول مین نے
اوٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگین کی صورت

اتنا احسان کرے مجھ پہ ہما میری بعد
پہلے مین گر پڑا اور یار گرا میرے بعد
خوب قاتل نے سوم میرا کیا میری بعد
بت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میری بعد
خاک اوڑاتی پھری گلیون مین صبا میری بعد
لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا میرے بعد
اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد
کھلے رہتے ہین ترے بند قبا میری بعد
ہان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد
کوئی کہنے کا نہین تجکو خدا میرے بعد
آکے مایوس نہ پھر جاے ہما میری بعد
آکے پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد
بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد
کوہ غم جبکہ کسی سے نہ اوٹھا میری بعد
طوق قمری کی بھی گردن مین پڑا میری بعد
ساقیا ہاتھ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد
نہ رہا مین تو مرا نام رہا میرے بعد

طبیعت آئی ان روزون اک طفل برہمن پر
گمان ہے نالۂ ناقوس کا اب میری شیون پر

ہوا یہ پیچ زلف یار کو کنگھی کے کرنے سے
ہوا پر ہے اڑی جاتی لگا شانہ کی ناگن پر

ہمیشہ یار اور اوس مین ہے دشمنی دیکھی
دل پر داغ کیون شیدا ہوا ہے زلف پرفن پر

نظر آتی ہے مستی کی دھڑی پہ پان کی سرخی
کسی نے برگ گل یا رکھ دیا ہے برگ سوسن پر

ہوا یہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرت گل کو
طلب کرتا ہے اوڑ جانی کو ہر بلبل سے گلشن پر

شب مہتاب مین ہنسنا تمہارا لائیگا آفت
گرے گی ایکدن بجلی مہ تابان کے خرمن پر

تبسم دیکھکر اوس شعلہ رو کا جل رہی ہین گل
بجا ہے گر کہون بجلی گری پھولون کے خرمن پر

جوان سنبل سے اوٹھتا ہے تری بن سیر کرنیمین
تو اک کالی گھٹا سی ہے یہ چھا جاتی ہے گلشن پر

نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جائین
طبیعت آگئی ہے اک نگاہ ناوک افگن پر

ہوا تار نگہ مین رشتۂ زنار کا عالم
ہماری آنکھ پڑتی ہے جو اک طفل برہمن پر

منور ہوئی میری لحد کس مہ کی پرتو سے
چڑھائی چادر مہتاب کس نے میرے مدفن پر

کوئی خورشید تابان جلوہ گر ہے اوسکی دلدل مین
شعاع مہر کا کیونکر گمان ہوئے نہ چلون پر

منور ہو گیا ایوان مکان اوس مہ کی جلوہ سے
ستارون کا گمان ہوتا ہے دیوارونکی روزن پر

بنایا ہے زمین کو آسمان ان شہسوارون نے
مہ نو کا ہے عالم ہر نشان نعل توسن پر

مری زنجیر سے یون سنگ طفلان آکے لگتے ہین
کہ بجتا ہے نہ دوڑے جیسے مقناطیس آہن پر

اگر مجھ ناتوان کو رخصت گلشن نہین دیتے
بجا ہی خار بٹھلا دین سر دیوار گلشن پر

چمک سے تیری دانتون کی وہین دعوی تھا گوہر کا
تبھی مٹی خدا نے ڈالدی ہیرون کی معدن پر

حیف کو ہی یار تک پہونچے نہ میرے استخوان
سوکھ جائیں گر ہماری آبلونکی چھاگلین
بعد مردن بھی ہے باقی میرے نالون کا اثر
تیرے آب تیغ سی ظالم جو ہو طوفان بپا
خط او سکا تنے لکھے ہیں کہ دان بہر جواب
حشر تک ممکن نہین اب چمکے تیغ آفتاب
کفش پا کی گل دکھا کر ہنسکے یون کہنے لگا
دیکھیو ضد میرے مرغ نامہ بر کے واسطے

مدتون اگر رہا بیٹھا رہا دیوار پر
پیاس سے کانٹے نظر آئین زبان خار پر
تار مطرب کا ہے عالم ہر کفن کے تار پر
حوت تڑپے مثل ماہی گنبد دوار پر
بیٹھے رہتے ہین کبوتر سیکڑون دیوار پر
ہاتھ رکھوا تا ہے ظالم مغربی تلوار پر
سیر کو کیون جاؤن گلشن ہے مری منقار پر
قینچیان لگوائی ہین بیرحم نے دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا ہجر مین سویا نہین
خط لکھون گویا بیاض دیدۂ بیدار پر

جو کوئی وہ چشم و ابرو دیکھتا روتا ضرور
تیرے آگے ہوتا یوسف پر گمان یعقوب کا
گردش چشم سیاہ یار یاد آتی مجھے
بیخبر ہے تم وجہ الله سے کچھ بھی خبر
راتدن رستم کو گو تیغ و سپر سے کام تھا
تجکو خندان دیکھ کر موسیٰ سمجھتا برق طور
ہے یقین مجکو کہ ہیم چشمۂ زمزم کیطرح
آہ سوزان لب پہ تھی آنسو روان تھے مثل شمع

عین کعبے مین گر آہو دیکھتا روتا ضرور
قد و قامت دست و بازو دیکھتا روتا ضرور
کعبے میں گر وہ آہو دیکھتا روتا ضرور
ہے یہ لازم تجھکو ہر سو دیکھتا روتا ضرور
یار کی شمشیر ابرو دیکھتا روتا ضرور
سامری گر چشم جادو دیکھتا روتا ضرور
تیغ کعبہ گر وہ ابرو دیکھتا روتا ضرور
مجکو روتے رات گر تو دیکھتا روتا ضرور

ہین اشک زخمون سے میرے جاری نہ تلیٔی ہوگی یہ اشکباری
بنی ہین چشم پر آب قاتل یہ زخم پانی چورا چورا کر
کہان وہ شکلین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل
یہ سب کا سب خواب کا تھا سامان چھپا لیا ہین دکھا دکھا کر
برنگِ ساغر ملا دیا منہ جو منہ سے تیرے خفا نہوتا
کیا ہے بیہوش تونے ساقی شراب مجکو پلا پلا کر
اوٹھایا یارون نے پر نہ اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ
یہ کسنے ہمکو ہی مار ڈالا نظر سے اپنی گرا گرا کر
جو بھیجین ہم مرغ نامہ بر کو تو چٹکیون مین اوسے اوڑاوے
اگرچہ وہ طفل کھیلتا ہی پر کبوتر اوڑا اوڑا کر
پس از فنا بھی اگر تو آئے کرون سگِ یار میہمانی
کہ استخوان کو ہے اپنے تن مین رکھا ہے سے بچا بچا کر
کرے اگر سرکشی یہ مجھسے ابھی فلک کو زمین پہ پٹکون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مینے ہزارون شیشے اوٹھا اوٹھا کر
کبھی مرے دل سے کرتے ہین بل کبھی ہین شانہ سے یہ اوُلجھتی
غرضکہ زلفون کو تونے ظالم بگاڑا ہے سر پہ چڑھا چڑھا کر
شکست لکھتا تھا نام دل کا یہی تھی طفلی مین مشق تیری

وہی اثر ہے جنون کا ابتک وہی ہے لڑکو نکو اب بھی کاوش
کہ میری مٹی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامۂ عمل کا ورلا ہو کاغذ اگر خطائی
خطائین کیون مینے آشکارا کیے ہین عصیان چھپا چھپا کر

اثر ہے چاہ ذقن کی الفت کا بعد مردن بھی آہ باقی
کہ کھیلتے ہین ہماری مٹی کے ڈول لڑکے بنا بنا کر

کیا ہے پوشیدہ عشق ہمنے کسی سے در پردہ ہی محبت
پڑے ہوئے بستر الم پر جو روتے ہین منہ چھپا چھپا کر

جو خوف طوفان اشک سے اب نہین ہی جاتا نجا ہی قاصد
روان کرون سوی یار جانی خطون کی ناوین بنا بنا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بن سکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھون نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادھر مژہ نے لگائی برچھی اودھر نگاہون نے تیر مارے
شکست دی فوج صبر دل کو یہ کسنے آنکھین لڑا لڑا کر

کٹی ہی گویا شب جوانی بس آن پہونچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تونے بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر

ہے کف پا مین حنا کا گل عیان بالای سر شعلہ اوسکے زیر پا ہی اور دھوان بالای سر

تھے سبکدوش آگے پہونچے جلد یاران عدم	یان تو ہے عصیان کا اک بار گران بالای سر
مجکو اک سرو روان کے عشق نے مجنون کیا	کیا عجب باندھی جو قمری آشیان بالای سر
کانپ کانپ اوٹھی ہے اکثر میری نالون سے زمین	کیون نہ یارب گر پڑا یہ آسمان بالای سر
ہوگیا اکثر سرشک چشم سے خانہ خراب	اگر پڑی ہے بارہا سقف مکان بالای سر

اس زمین مین اور اک ایسی غزل گویا کہون
جسکو سنکر رکھین سب اہل زبان بالاے سر

چاند سورج ہین ترے ای جان جان بالای سر	کیون نہو پھر پھر کے صدقے آسمان بالای سر
کاش پہونچے اشک کا آب روان بالای سر	ہے ہر اک داغ جنون آتش فشان بالای سر
ہو زمین پانؤن کے نیچے آسمان بالای سر	مہربان ہے زیر پا نا مہربان بالای سر
اے خط نو رستہ مجکو تیرا مجنون جان کر	طوطیون نے آکے باندھا آشیان بالای سر
سر چڑھایا تو نے اے ظالم بگاڑا ہے اسے	کرتی ہے بل کا کل عنبر فشان بالای سر
اسقدر گلکاریان کی ہین تری تلوار نے	زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالای سر
مثل گلبن پانؤن گڑ جائین زمین مین ای نسیم	گر زر گل بھی رکھون مین ناتوان بالای سر
پھرتے ہین صحرا مین سر پہ ہین گل داغ جنون	خار اپنے زیر پا ہے بوستان بالای سر
بادشاہی سے یہ نفرت ہے کہ چھوڑین اپنا سر	گر پڑے ظل ہما اے آسمان بالای سر
یان خزان مین بھی شگفتہ ہین گل داغ جنون	کہہ دو اب بلبل سے باندھے آشیان بالای سر
مجھ سے یارب بار غم اوٹھتا نہین اسکے عوض	کاش رکھدیتا زمین و آسمان بالای سر

سر چڑھایا یہ حسینون نے کہ بعد از مرگ بھی
شانہ بنکر پہونچے میرے استخوان بالاے سر

ہے ہماری بیقراری سے تہ و بالا جہان
ہے زمان زیر قدم ہے ہر زمان بالاے سر

آسمان مثل زمین ہے گاہ پانؤن کے تلے
اور زمین ہے گاہ مثل آسمان بالاے سر

دل ہمارا نعرہ زن ہے سر سے گذرے اشک چشم
سینے مین گویا جرس ہے کاروان بالای سر

ردیف زاے معجمہ

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار
وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز

ظالم تو قتل کرکے ابھی سے مگر نہ جا
مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز

گو خاک ہو گئے نہ گئی جستجوے یار
جون گرد راہ پھرتے ہین ہم دربدر ہنوز

کشتے ہین جب سی ہم تری شمشیر ناز کے
آگاہ تھی نہ دردش سے تیری سپر ہنوز

اکدن سُنا تھا کچھ مری سرگشتگی کا حال
کہتا ہے یار ناز سے پھرتا ہے سر ہنوز

یہ زار ہون کہ موے بدن بھی وبال ہے
تسپر ہے دل مین اُلفتِ موے کمر ہنوز

سرچوب آستان پہ تری دے دی مارنے
صندل سے تو گیا نہ مراد رد سر ہنوز

آخر ترے فراق مین میرا ہوا وصال
دیکھا نہ شام ہجر نے روے سحر ہنوز

گویا کا حال پوچھے جو وہ کہیو اے صبا
بیٹھا ہے مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

ردیف سین مہملہ

سر کٹے پر کر نہ چور نگ اے مری جلاد بس
تا کجا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس

تیرا ہی مصراع قد ہی خوب شاخین مت نکال
سرو کے مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس

یار کا نقشہ نہ ہرگز کھینچ سکا غش آگیا
دیکھی صناعی تمہاری مانی و بہزاد بس

سُن نہیں سکتا مری نالون مین ایسا درد ہے
جب کرون فریاد کہتا ہے وہ مین فریاد بس

کسکو طاقت ہے سُنے دیوانے کی فریاد کو
سُنکے زنجیرونکا غل کہنے لگا حداد بس

جب بہار آتی ہے چاک ہوتا ہے ہمارا جیب و دامان ہر برس
صورت گل چاک کرتے ہین گریبان ہر برس
طوق منت کا پہنتا ہے وہ جانان ہر برس
یاد آجاتے ہین مجھکو ہر دندان یار
موتی برساتی ہین آنکھین مثل نیسان ہر برس
جب بہار آتی ہے خواہش قتل کی کرتا ہے یار
ہوتی ہے آلودۂ خون تیغ جانان ہر برس
آب نہر تیغ سے کیا تیغ اوس کی تھی بجھی
زخم میرے مثل گل ہوتے ہین خندان ہر برس
خانۂ آباد ہو جاتے ہین ویران ہر برس
اپنا جوش اشک دکھلاتا ہے طوفان ہر برس
[illegible] سن کر مری فریاد بس
[illegible] ناوک بیداد بس
[illegible] اے شمشاد بس

[illegible]

گرمی سے چاندنی کے ہوا ہی عرق عرق
آئے نہ اب کہین مری سرو روان کو غش

مستی مین شب وہ ماہ جو گرم خرام تھا
آ گیا تھا بزم مین پیرِ مغان کو غش

نام خدا ابھی سے یہ طفلی مین حسن ہے
آتا ہی اوسکو دیکھہ کے ہر پیر و جوان کو غش

ناقہ کے ساتھہ چل نسکا فرط ضعف سے
لیلی سے کہدو آیا ترے ساربان کو غش

آیا جو وہ تو اوڑ گئے صبر و قرار ہوش
یوسف کے دیکھنے سے ہوا کاروان کو غش

گویا وہ ساتھہ غیر کے جاتا نہو کہین
آنے لگا ہی آج جو مجھہ ناتوان کو غش

ردیف صاد مہملہ

ٹھہرے ہے تیرا بتِ خود کام رقص
لے گیا دل سے مرے آرام رقص

تیرے گانے سے زمین ہے وجد مین
کرتے ہین دیوار و سقف و بام رقص

آ گئی ہے چرخ مین گردون کی عقل
دیکھکر اے ماہ سیم اندام رقص

تان کے ہمراہ نکلی میری جان
مفت مین اوسکا جو ہو بدنام رقص

لولی گردون تلک ہے وجد مین
رقص ہے یہ بس ہے اسکا نام رقص

ہو وہ بسمل گر تڑپتا دیکھہ لے
دست قاتل مین کرے صمصام رقص

تیرے دکھلانے کو اے مہ آفتاب
کر رہا ہے صبح سے تا شام رقص

دیکھکر تجکو تڑپ جاتے جو ہین
کرتے ہین صیدِ اسیر دام رقص

ردیف طای مہملہ

ردیف ظای معجمہ

خوش لگے کیا تجھے زاہد خطِ عذارِ صنم
جیسے جنون نہو اوس کو بہار سے کیا حظ

گناہ ہوتے ہین ای واے ہے خط کے لیے
الٰہی کاش نہوتا جہان مین پیدا حظ

نہین ہے کم مجھے رونیسے خندۂ ساغر
جو پاس یار نہو میکشی کا پھر کیا حظ

کبھی نہ لب ہون مرے آشنا شکایت سے
جو دیگا گالی پہ گالی اوٹھاؤن دونا حظ

کہی جنون مین غزل ایسی ہم نے اے گویا
کہ جسکو سُنکے اوٹھاتی ہے روح سودا حظ

ردیف عین مهمله

اشک سے اپنے اگر رکھتی ہے آب و دانہ شمع
کس لیے ہے جمع کرتی خرمن پروانہ شمع

گر ہٹا وے ہاتھ سے وہ ساقی مستانہ شمع
محفل شب مین دکھائے گردش پیمانہ شمع

بنگیا ساغر چراغ اوسکے حنائی ہاتھ مین
عکس رخ سے بنگئی موج مے پیمانہ شمع

یار اگر آئے تو روشن ہو مکان میرا اوسے
ہوئے کب روشن میان خانہ ویرانہ شمع

صورتِ قلقل کرے نالہ زبان شعلہ سے
ساقیا دیکھے جو تیری نرگس مستانہ شمع

ہے بلورین جھاڑ سا روشن جو دیکھو دور سے
ساق و ساعد شمع ہین اور چہرۂ جانانہ شمع

ساعد روشن کی اوسکی تب خریداری کرے
کاٹ کر سر رکھدے پہلے ہاتھ مین بیعانہ شمع

دود شمع داغ دل کر دیویگا آخر سیاہ
مثل کعبے کے بنائیگی مرا بتخانہ شمع

رونے مین بھی ان حسینون کی سراسر مکر ہے
آنسوؤن کے تار سے رکھتی ہے دام و دانہ شمع

کوچۂ گیسو میں جو اونکے سبب پہنچے گا دل	یعنے ہوتا ہے شب تاریک میں رہبر چراغ
رات بن تیرے یہ میرا حال تھا اے شمع رو	شعلے نظروں میں مری اخگر تھے اور مہر چراغ
کس لیے جاتا ہے تو سرو چراغان دیکھنے	میں ہوں جو اونکی بدولت پانو سے تا سر چراغ
تیری شبہاے جدائی میں جو پایا کسنے یہ رنج	اپنے شعلے سے دکھاتا تھا مجھے خنجر چراغ
سب حسینان جہان ہوتی ہیں ہرجائی ولا	دیکھیے ہوتا ہے روشن شام کو گھر گھر چراغ
یہ سیہ خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہے	کرمکِ شبتاب سان اوڑتی ہیں یان اکثر چراغ
آہ سے اک آنچ ہی جو اونمیں آگ لگتی ہے	ورنہ دیکھا ہے کہ گل کردیتی ہے صرصر چراغ
مار ڈالا ہے جو اوسنے داغ دیکر مجھے	چاہیے روشن کرے آ کے تربت پر چراغ
ہو فزون قدر حسینان جسقدر ہون یہ بعید	دور سے دیکھو تو آتا ہے نظر اختر چراغ
گر خدائی ہاتھ میں لے جام مے وہ شمع رو	موج مے ہو جاے شعلہ اور بنے ساغر چراغ
میری مژگان پر نہیں ہے جلوہ گر لخت جگر	ہیں لب دریا پہ روشن لے پری پیکر چراغ
دیکھی جو گردن کشی اوس شمع رو کی بزم میں	منہ سے کیا پھر اپنے شعلے سے اوٹھائی سر چراغ
اوسکی تیغ ظلم سے اب نام کو عاشق نہیں	ایک پروانہ نہ نکلا ڈھونڈھو گر لیکر چراغ
فکر حق سے دل کو روشن کر جلاتا کیا ہے شمع	گل نہیں ہوتا ہمارے گویا یہ تا محشر چراغ

ردیف فا

آپ سے جاتا نہیں ہے اوس ستمگر کیطرف	خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کیطرف

آستین پھر آنسوؤنسے ہای تر ہونے لگی
ہی یقین پھر اب کی یہ ہمکو کنوین جھنکوائیگا

آبلون کے زخم پھر شاید کہ ہوجائین ہرے
اے جنون رگہای تن کو شوق نشتر پھر ہوا

چھٹ گئی دست خرد سے پھر عنان اختیار
پھر لگے بہہ بہہ کے جانے اشک دامان کیطرف

دل ہوا مائل پھر اک چاہ زنخدان کیطرف
پھر بہار آئی چلے خار مغیلان کیطرف

دیکھتا ہون پھر کسیکی نوک مژگان کیطرف
لیچلا پھر توسن وحشت بیابان کیطرف

پھر ہوا شوق شہادت آہ ایسا گویا مجھے
پھر جھکا جاتا ہی سر شمشیر بران کی طرف

ردیف قاف

کاہش جان ہو لب پہ ہای فراق
کوے دوزخ اوسے یہ جنا ہی
کھا گیا غم ترا کلیجے کو
جان دی اوسکا نام لے لے کر
اور اس کوئی بھی جہان مین نہین
سقف گردون دون جلادی کہین
دل بھی بیگانہ ہو گیا مجھ سے
خوار ہون زار ہون پریشان ہون

کس بلا مین ہے مبتلاے فراق
نہ کسیکو خدا دکھاے فراق
دل مرا ہو گیا غذاے فراق
بس مرا تھی یہی وفاے فراق
مین کہون کس سے ماجراے فراق
اے مرے آہ شعلہ زاے فراق
مین ہوا جب سے آشناے فراق
اوس سے کہدو یہ ماجراے فراق

الله رے دماغ ذرا دیکھه اے ہما
آیا نہ سیت طلب سگ یار استخوان تلک

اوس ہما نے جو سر مرا ٹھکرایا پانون سے
پہونچا دماغ آج مرا آسمان تلک

نخل مراد یار ہوا آج بارور
صد شکر کٹکے سر مرا پہونچا سنان تلک

پھر جاے تیر آکے وہ برگشتہ بخت ہون
رخ پھیرے دیکھکر مجھے اوسکی کمان تلک

مرنیکے بعد ہے سگ جانان کا انتظار
کہد و ہما نہ آئے مرے استخوان تلک

سو بار آکے موت بھی فرقت مین پھر گئی
برگشتگی نصیب کی کہیے کہان تلک

گویا یہ ناتوانی کا احسان مجھپہ ہے
آنے دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

ردیف کاف فارسی

شمع بھاگی دیکھکر میرے سیہ خانی کا رنگ
دیکھه لے گر سوز دل اوڑ جاے پروانیکا رنگ

ساقیا جب بچہ رنگین میں لے وہ مست ناز
سرخ ہوجاے اگر ہو سبز پیمانی کا رنگ

تو عبث دھوتا ہے قاتل دامن گل کی سوگند
میرے خون کا تیرے دامن سے نہین جانیکا رنگ

اوس پری کی چشم کی تعریف کا کہون جو ر
ہو سلیمانی مرے سبجے کے ہر دانیکا رنگ

ساقیا تو ماہ ہے اور ساغر ہے آفتاب
آسمانی چاہیے اوس تیری میخانیکا رنگ

نغمۂ رنگین کو سنکر مثل گل بنتی ہین گوش
چھا رہا ہے بزم مین ایسا تری گانیکا رنگ

دامن گل کر دیا ہے دامن کہسار کو
ابر سیکھے آکے ہم سے اشک برسانیکا رنگ

جسم سرخ ایسا ہے پہنا اوس نے جو موتیکا ہار
ہر گہر مین صاف اب ہوگیا ہے دانیکا رنگ

ردیف لام

ردیف میم

کبھی چٹکی نہ کوئی چمن مین کلی مجھے اوسکے دہن کی صدا کی قسم
جو چمن مین وہ لالہ عذار نہین کسی گل پہ فورا ابھی بہار نہین
کہین نغمۂ بلبل زار نہین مجھے جنبش باد صبا کی قسم
دل مضطر آہ جو کہنے مین ہو کہو سیدھی بھی بات تو ترچھی سنو
یہ سمجھ لو جو کعبہ بھی تم ہو تو نکرون کبھی سجدہ خدا کی قسم
شب ماہ ہے اور چمن کی فضا لب نہر ہے اور ہے ٹھنڈی ہوا
کوئی جام شراب کا دے گویا مجھے ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچۂ جانان مین جب جاتے ہین ہم
باغ مین بے یار اگر جاتے ہین ہم
شکل مژگان تیغ کو منھ موڑلے
کیون نہ کہیے جنگ ہے یہ عین صلح
مول لیتے ہین لڑائی یار سے
اسقدر ہم جنس بے مقدار ہین
صید ہین پر کرتے رہتے ہین شکار
ہجر مین جز غم نہ کھایا ہمنے کچھ
یاد آتا ہے جو وہ رنگین ادا
آگے اوس شمشاد قامت کے مدام

کیا ہی مایوسانہ پھر آتے ہین ہم
بلبلون کی طرح چلاتے ہین ہم
سر کو اپنے کوئی سر کاتے ہین ہم
لڑتے ہی آنکھ اوس سے بچاتے ہین ہم
وے کے دل آنکھین لڑاتے ہین ہم
لو جو تم نظرون مین تل جاتے ہین ہم
دام مین صیاد کو لاتے ہین ہم
یار کھانیکی قسم کھاتے ہین ہم
اشک خون آنکھون سے برساتے ہین ہم
بید کے مانند تھراتے ہین ہم

۴۹

پیشوائی کے لیے آئے غزال / کسکی آنکھین دیکھکر آتے ہین ہم

وہ پری پہناے گر زنجیر زلف / تو ابھی دیوانے بن جاتے ہین ہم

ایک بھی غمخوار یہ کہتا نہین / رو نہ تو اوسکو لیے آتے ہین ہم

ان جفاکارون کو رکھتے ہین عزیز / دشمنون کے دوست کہلاتے ہین ہم

گفتگو کرتے ہین وصل یار کی / پھر یہ کہتے ہین کہ کیا گاتے ہین ہم

کھا کے بل کہتا ہے وہ موی کمر / گیسوؤن کو پیچ سکھلاتے ہین ہم

تیر مژگان اوس کا پھر یاد آگیا / پھر کمان کی طرح چلّاتے ہین ہم

تار ثابت جیب و دامن مین نہین / اے جنون تیری قسم کھاتے ہین ہم

آنکھ مجھسے پھیر کر کہتا ہے وہ / گردش ایام دکھلاتے ہین ہم

تا لہو پوچھے وہ اپنی تیغ سے / زخم دامن دار دکھلاتے ہین ہم

ہجر کی شب ہمکو نیند آئی نہین / زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم

تو نے نظرون سے گرایا کیا ہمین / سب کی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم

نام لکھ کر ترا وصلی پہ روز / ہجر مین یون دل کو بہلاتے ہین ہم

سامنے آتا ہی جو یوسف جمال / اوسکے ہاتھون مفت بک جاتے ہین ہم

ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی / آپ مین برسون نہین آتے ہین ہم

یہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین / کیون فلک یون ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

بھیجتے ہین خط یہ خط او شہسوار / گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم

یہ جہان ہے کشتی بحرِ فنا / بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم

مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال / یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم

ضعف سے صابر ہمین کہتے ہین لوگ / مفت مین ایوبؑ کہلاتے ہین ہم

گھر سے کیونکر نکلین فرطِ ضعف سے / بیت کے مضمون کہلاتے ہین ہم

قبر پر اوسنے کہا آؤنگا مین / اس توقع پر موے جاتے ہین ہم

دیکھیے اب شام غربت کیا دکھائے / رخصت اے صبحِ وطن جاتے ہین ہم

ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر / آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

زردیِ رخ سے ہین کشتِ زعفران / جائے گریہ ہے ہنسے جاتے ہین ہم

بارِ عصیان سر پہ ہے گویا بہت / کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

ردیف نون

بے سوالی صبر کی دولت اگر پیدا کرون / مثل گل بے منت مخلوق زر پیدا کرون

مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون / خاک صحرا کو قناعت سے شکر پیدا کرون

مقتضائے طینتِ صافی ہے باغ دہر مین / رابطہ مثل صبا با خشک و تر پیدا کرون

عشق برخورداری چاہون کہ پھل تو ہو نصیب / پہلے آہ و اشک سے نخل و ثمر پیدا کرون

تب تو اہل دل کی خوشبو سے معطر ہو دماغ / جستجو مثل صبا جب در بدر پیدا کرون

برق سان ہو دل جو دائم برزدہ دامن [illegible] / بیقراری مین وہ اپنا ہم سفر پیدا کرون

بہانہ ساقی مہوش سے ہے لپٹنے کا
نہیں ہون نشے مین بیہوش ہوشیار ہون مین

نجائے بعد فنا خاک سے بھی بیتابی
مرون تو شیشۂ ساعت کا پھر غبار ہون مین

دل و دماغ مرا جانتی ہے کیا بلبل
نہ الجھون دامن گل سے کبھی وہ خار ہون مین

یقین ہے سر ولب جو بھی پانی پانی ہو
جو تیرے پانؤن پہ سر رکھ کر اشکبار ہون مین

ہر ایک داغ سے ہے گل اور آہ سرو نسیم
وہ عندلیب ہون گلشن کا یادگار ہون مین

تو اپنے چاند سے مکھڑے کو گر رکھے گلزار
ہلال کہنے لگے اس چمن کا خار ہون مین

ادھر تو دیکھیو گویا نے گل کھلائے ہین کیا
ہجوم داغ سے کہتا ہے لالہ زار ہون مین

دماغ اور ہی پاتے ہین ان حسینون مین
یہ ماہ وہ ہین نظر آئین جو مہینون مین

خیال زلف ہے یون عاشقون کے سینون مین
کہ جیسے سانپ ہون بیٹھے ہوئے خزینون مین

کمال حسن ہے لے چرخ ان حسینون مین
ہین آفتاب عذارون مین مہ جبینون مین

قسم خدا کی نظارہ کرین خدائی کا
لگائین آئینۂ دل جو دوربینون مین

ہمارے ماہ کو یہ زاہدون نے سجدے کیے
ستارے ٹوٹ کے گھٹے جو تھے جبینون مین

بتون سے دور ہین اب کیا خدا کی قدرت ہے
کبھی وہ دن تھے کہ ہم بھی تھے ہم نشینون مین

خوشی کا روز ہے اتنا تو گلے لپٹنے دو
نظر پڑے جو مہ عید سال مہینون مین

اس ایک خال پہ اے ماہ تو نہ ہو مغرور
ہزارون داغ ہین یان عاشقون کے سینون مین

جو ماہ شام کو نکلے تو صبح کو خورشید
ہے اتفاق نہین دیکھ لو حسینون مین

سینہ تک اپنی قبر کا خوابیدہ ہوگیا
پر ہمکو نیند آئی نہ اک دم مزار مین

او برق طور تابہ کجا لن ترانیان
پتھرا گئین ہین آنکھین مری انتظار مین

جائین کب آشنا ترے دریا کی سیر کو
اشک وان سی رہتی ہین دریا کنار مین

یہ کس نے آکے قبر پہ بے چین کردیا
کیا سو رہے تھے چین سے کنج مزار مین

آیا ہے خواب بھی شب وعدہ اگر ہمین
آنکھین کھلی رہی ہین تری انتظار مین

خاک چمن سی کیا ہے مرا کالبد بنا
داغون سے گل جو کھلتے ہین فصل بہار مین

بعد از فنا بھی حسن پرستی سے کام ہے
آئینہ سان صفائی ہے سنگ مزار مین

آنسو بہاؤن آنکھونسے اوسکو لگا کے مین
موتی پرودون یار کے پھولون کے ہار مین

کیون منہ سے بولتا نہین نکلا ہے اب تو خط
دروازہ بند باغ کا مت کر بہار مین

روتی ہین یاد گوہر دندان مین رات دن
موتی بھرے ہین مثل صدف یان کنار مین

کیسے وہ لعل لب خط مشکین مین دیکھکر
پیدا ہوا ہے لعل بدخشان تتار مین

فرہاد کی یہ آنکھین ہین شیرین کو ڈھونڈھتی
اے دل غزال پھرتے نہین کوہسار مین

ہو وہی ہے چرخ اس سی نہین کجروی بعید
سچ یون ہے راستی نہین رفتار مار مین

تجھ بن نہین یہ جلوہ نما شب کو ماہتاب
چشم فلک سفید ہوئی انتظار مین

توسن کے ساتھ دوڑون جو مین منع کر نہ تو
ظالم عنان صبر نہین اختیار مین

پھولون کا ہار بن گیا ہے موتیون کا ہار
ایسا خوشی سی پھول گیا دست یار مین

نفرت یہ ان گلون کو ہے مرنے کے بعد بھی
ہوتا نہین ہے گل مرے شمع مزار مین

پانٔون سے اپنے آبلگی صحرا مین بھی بہا لی
چھالے بہار ہو پھول پروئین گو خار مین

واجب ہے آب تیغ سے کر لیجیے وضو
سجدہ جو کیجیے خم ابروے یار مین

دریا مین اوسکے تیر مژہ کا پڑی جو عکس
سوراخ ہو ہر ایک گہر آبدار مین

آیا کبھی نہ یار نہ آیا مین آپ مین
اپنے اور اوسکے شکوے کیے انتظار مین

ناسور پڑ گئے ترے دانتونکے رشک سے
روزن نہین ہر یہ گہر آبدار مین

کھا کھا کے گل ہوا ہون جو مین میری خاک کے
طاؤس بنتے ہین چمن روزگار مین

آتی ہی فصل گل مجھے جوش جنون ہوا
زنجیر در سے باغ کے باندھو بہار مین

کرتی ہے صاف آئنے کو خاک دیکھ لے
جوہر نہ پوچھ جو ہین ہر اک خاکسار مین

رکھتے نہین غرور سے وہ پانٔون عرش پر
چلتے ہین سر کے بل جو رہ کوے یار مین

بتلاؤن کیا وہ کیسی ہے آرام کی جگہ
سو جائین پانٔون جاؤن اگر کوے یار مین

اپنے سوا نہین ہے کوئی اپنا آشنا
دریا کیطرح آپ ہین اپنے کنار مین

گویا کبھی ہے یاس کبھی انتظار یار
کیا کیا ہین رنج زندگی مستعار مین

روز دکھلاتا ہے طوفان دیدۂ تر سیکڑون
ایک پل مین ڈوب جاتے ہین یہان گھر سیکڑون

فرقت ساقی مین کھائی داغ دل پر سیکڑون
میکشو ہے ایک مینا اور ساغر سیکڑون

فتنۂ برپا ہوئی ہین ہر ہر قدم پر سیکڑون
دم بدم دکھلا رہا ہے یار محشر سیکڑون

اپنے رونیکے ہمین لکھتے ہین دفتر سیکڑون
لے صبا طیار کر موجۂ نکلے مسطر سیکڑون

فکر رہتی ہے کسی سرو سہی کے وصف کی
راتدن سولی پہ رہتے ہین سخنور سیکڑون

چاہ مین اوسکی گرا دیتے کنوئین مین آپکو
میرے یوسف کی اگر ہوتے برادر سیکڑون

نقش جب لکھواکے ہمنے اوس پری کو عشق مین
خامۂ عامل کو بھی جھکوائے ہین گھر سیکڑون

مثل طفلان وحشیون سے ضد ہے چرخ پیر کو
گر طلب مینھ کی کرین برسائے پتھر سیکڑون

بندۂ ساقی کوثر ہون مین گویا وقت نزع
لائینگی بھر بھر کے حورین جام کوثر سیکڑون

تو نہین ہے آگے آنکھون کے تو دل خرم نہین
بن ترے فردوس مین بھی دم مرا خرم نہین

جنبش مژگان کف افسوس سے کچھ کم نہین
نخل طوبی نخل ماتم ہے مجھے کچھ کم نہین

بعد مردن بیقراری سے قرار اکدم نہین
سنگ مدفن بھی ہمارا آسیا سے کم نہین

مثل ساغر لب سے لب اپنے ملا دے ساقیا
جام ہے شیشہ ہے ہم ہین کوئی نامحرم نہین

دل پریشان ہوگیا اوسکی پریشانی سے ہاے
دو جہان برہم ہین وہ زلف دوتا برہم نہین

قتل کرکے مجکو کیا وہ سر جھکائے شرم سے
اسقدر سرکش ہے جسکی تیغ مین دم خم نہین

وہ سلیمان ہون کہ ہے ملک جنون زیر نگین
حلقۂ خاتم سے اپنا طوق گردن کم نہین

مرگیا جب مین تو آیا قبر پر وہ سیم تن
خاک ہوجانا دلا اکسیر سے کچھ کم نہین

او دل ناداں کہہ دیتے ہین میٹھا زہر ہے
کون کہتا ہے لب شیرین مین اوسکے زہر نہین

پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر
گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین

مرگیا ہو نیت وہ کہتا ہے کیا ہے کچھ فریب
دم سمجھتا ہے وہ اسکو ہاے مجھمین دم نہین

کیوں نہ ہون سب سرنگون اوس بت کے ابرو دیکھکر
سامنے کعبے کے کہیے کس کی گردن خم نہین

۵۷

باتون ہی باتون قاتل سے موت مانگتے ہین
شمشیر کی زبان سے مجھکو پکارتے ہین
ساقی کی ابروون پر دل اپنا وارتے ہین
اس طاق پر سے شیشۂ صبر و قرار اوتارتے ہین
دل بھی دیا بتون کو تسبیح سمجھے ہین
اب تک مجھے مسلمان کہکر پکارتے ہین
بجلی چمک رہی ہے کالی گھٹا ہے چھائی
ہاتھ بغل سے کیا وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
وہ مست ہون اگر مین جاتا ہون بزم میں
قلقل سے شیشہ کے مجھکو پکارتے ہین

ویسی ہی او سکے ساتھ ہی بعد از فنا بھی انس
آنکھین دکھا کے کسنے دیوانہ کر دیا ہے
ہم سبکو جانتے ہین دیوانہ اوس پری کا
کیا ہی ہوا اجل کا مجھہ پر قدم مبارک
کوچے مین اوسکے جا کر سر کاٹ ڈالتا ہون
اوس شہ پہ ہے مقرر شیر خدا کا سایہ

ہر استخوان سے اوسکو جیون نکی پکارتی ہین
باد ام ستمگرون پر سر دیکے سے مارتے ہین
لیلی بھی ہو تو مجنون کا نکر پکارتے ہین
ہاتھون سے قبر مین وہ مجکو اوتارتے ہین
منزل تلک پہنچ کر سب بوجھہ اوتارتے ہین
جسکے سگ شکاری شیرون کو مارتے ہین

بازی ہی ہر اوس سے بوسونکی ہمنے گویا
ہے جیت یون بھی اپنی کہنے کو ہارتے ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دھیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان ترے دالان مین
بے بادہ ہے رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہے کشتی مے کی طلب ساقی سے اس طوفان مین
تجکو جو اے رشک پری اب اندنون نفرت ہوئی
صورت رگ افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین
حاضر ہے دل سینے مین یان گر اس پہ تم ہو میہمان
رکھتے نہین اے جان جان غیر از کباب اس خوان مین
تجھہ بن جو بے چینی رہی وہ گوشہ نہ ہو جائے گی

اشک گوہر لخت دل یاقوت ہین
عشق کی دولت سی یان کیا کیا نہین

چال ایسی چل زمین ٹھوکر نہ کھاے
اس مین کیا نادان تجھی جانا نہین

بوریے پر ہے قناعت اے فلک
آرزوے مسند دیبا نہین

کردیا یہ ضعف نے نازک مزاج
نازنینون کا بھی ناز اوٹھتا نہین

اوٹھ گیا یان سے وہ شوریدہ سر
جو ترے کوچے مین اب غوغا نہین

چشم احول مین نظر آتا ہے ایک
کس طرح کہیے تجھے یکتا نہین

آسمان ہنستا ہے اوسکی چال پر
جو کہ اپنی چال پر روتا نہین

پھر گیا ہے آپ وہ مہرو مرا
کچھ فلک تجھ سے مجھے شکوا نہین

نعش پر گویا کی کہتا تھا وہ شوخ
اسطرح کا آدمی ہوتا نہین

کس خوشی سے جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیے پوشاک مین
خاک سے رغبت رہے ملنا ہے اکدن خاک مین

سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر
صید کیا صیاد بندھتی ہین تری فتراک مین

روے آتشناک پنہان کیا ہجوم خط سے ہو
آگ پوشیدہ بھلا کب ہو خس و خاشاک مین

کام کیا مجھ مست کو تیری گل و گلزار سے
باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کی تاک مین

عشق خط کب پاکبازون کا گریبان گیر ہو
گرد کب بھرتی ہے دامان نگاہ پاک مین

ہین وہ ہون صید ستمدیدہ کہ مجکو دیکھکر
اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین

ردیف النون ۶۰

اے گل جو ماری ضعف کو منھ سو نہ کھولنا
بانگ شکست رنگ سو ہم گفتگو کرین

آئے اگر شراب کی بو اونکے منھ سی بھی
ہم میکشون سے زاہد اگر گفتگو کرین

محو شراب ایسے ہین ہم مست ساقیا
آئے صدائے قلقل اگر گفتگو کرین

ہین خاک وہ ترے رخ ناشستہ کو عضو
شبنم سے گل ہزار اگر شست وشو کرین

دیکھین چمن مین گر قد موزون کو تیرے سرو
مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

دل کو چراغ کشتہ مہتاب جل اوٹھی
اک دم نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

آئے چمن مین تو جو برنگ نسیم گل
اے سرو تیرا وصف لب آبجو کرین

ہنستے ہوئی تم آو جو گلگشت کی لیے
رونے کا میرے ذکر لب آبجو کرین

ہرگز نہ مین ملون وہ ہون پروانہ نزار
لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ میکدے سی بطا مے بھی اوڑ چلے
ساقی کی وان سی اوٹھ کے جو ہم جستجو کرین

اللہ ری لاغری ہم اگر چاہین اے جنون
حلقے کو چشم مور کے طوق گلو کرین

کچھ مدح چشم یار کرین ہم تو رودین جام
شیشے گلون کو کاٹین جو وصف گلو کرین

یوسف نہین ہی یار کٹین جسپہ انگلیان
کاٹین گلے نگاہ جو سوے گلو کرین

مانند گرد باغ سی اوڑ جای رنگ گل
اوس گل کی ہم اگر صفت رنگ و بو کرین

ناسخ نہین غزال مضامین کو وا اسی
تحریر ہم جو وصف خط مشک بو کرین

تقریر یو گل بنے گلبرگ ہو زبان
ہم اپنے گل کی گر صفت رنگ و بو کرین

اپنے مژہ پہ لخت جگر یون ہی جلوہ گر
روشن چراغ جیسے لب آبجو کرین

ہوون بعدِ مرگ صرفِ ہما اپنی ہڈیان
گر پیار سے بھی ہم سگِ جانان کو تو کرین

مین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزے ہاتھ مین لے گفتگو کرین

قتلِ عشاق کیا کرتے ہین
بت کہان خوفِ خدا کرتے ہین

سر مرا تن سے جدا کرتے ہین
درد کی آپ دوا کرتے ہین

آتشِ غم نے مگر پھونک دیا
دل سے جو شعلے اوٹھا کرتے ہین

جامۂ سرخ ترا دیکھ کے گل
پیرہن اپنا قبا کرتے ہین

خون روتی ہے چمن مین بلبل
ہم گلون سے جو ہنسا کرتے ہین

خمِ ابروے صنم کو دیکھین
ہم یہ کعبے مین دعا کرتے ہین

اپنے ساقی کو شبِ فرقت مین
پانی پی پی کے دعا کرتے ہین

روز دو چار کا خون کرتا ہے
دست و پا سرخ رہا کرتے ہین

مر گئے پر ہدفِ تیر رہے خاک
جا بجا تو دے بنا کرتے ہین

دہنِ زخم سے ہم قاتل کے
تیغ کو چوم لیا کرتے ہین

شورِ محشر سے ڈرین کب عاشق
ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین

ہوتے ہین دل مین نہایت نادم
خون بے جرم کیا کرتے ہین

منھ ہی ملنے کے بہانے قاتل
کفِ افسوس ملا کرتے ہین

عوضِ بادۂ غم ساقی مین
خون دل اپنا پیا کرتے ہین

٦١

ذرا تو میان سے تلوار لیکر آ زما قاتل — سوا میرے کوئی سینہ سپر ہووے تو مین جانون
حجاب اے جان کیون ہے تجکو میرے پاس آنیسے — سوا غم کے ترے کوئی اگر ہووے تو مین جانون
ترنج زر مین پستان اور ذقن بھی سیب سیمین ہے — کوئی اوس قد سا نخل بارور ہووے تو مین جانون
دیا بوسہ نہ ہرگز لیگیا دل چھین کر میرا — کوئی دنیا مین تجھسا مفت بر ہووے تو مین جانون
پڑا ہے اسپہ تو زلف دراز یار کا سایا — قیامت تک شب فرقت سحر ہووے تو مین جانون
زبان حال سے کہتا ہے تیرے کان کا موتی — صدف مین ایسی خوبی سے گہر ہووے تو مین جانون
حنائی ہاتھ سے نسبت نہین خورشید تابان کو — مقابل اوس کف پا کے قمر ہووے تو مین جانون
حسین لیلی بھی ہے پر دیکھہ میری یار کو مجنون — دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہووے تو مین جانون
لڑائی یار سے ہے ایدل نادان تری باعث — مگر تو شور اتنا پھر جو شر ہووے تو مین جانون
نجاؤ کر کے یہ حیلہ کہ تھوڑی سی رات باقی ہے — ابھی تم کھولدو زلفین سحر ہووے تو مین جانون

کوئی دم سوئے دے سر رکھکے اوسکو اپنے زانو پہ
جو پھر گویا کے گا ہے درد سر ہووے تو مین جانون

اے صنم تیوری ہے جو ہر ابروِ خمدار مین — ورنہ ہے یہ عیب ہووے بل اگر تلوار مین
ہے دل پر داغ اپنا چین زلف یار مین — آشیان طاؤس نے باندھا دہان مار مین
آسمان کہتی ہین جسکو وہ زمین شعر ہے — ماہ نو مصرع ہے وصف ابروِ خمدار مین
اے مری مہرو تو وہ یوسف ہے گر جلوہ کرے — چرخ سے آئے اوتر کر مشتری بازار مین
مین وہ ہون آتش بیان بولے جو میری روبرو — آگ لگ جائے زبان مرغ آتشخوار مین

ردیف واو

اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتی ہین
جو ہم وہ مصحف رو دیکھکر فریاد کرتی ہین
کسی کافر کے کوچہ کا جو اکثر دھیان رکھتی ہین
رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
جو یہ سچ ہے نہین بحکم جنبش ایک فتنہ رہی کو
پہنکر طوق منت کا وہ مہرو ہنسکے کہتا ہے
جسے یہ ذبح کرتی ہین نہین پھر دیکھتی اوسکو
وہ دندان جانان کا دکھایا کرتی ہین نقشہ
ولا دیتے ہین اکثر فاتحہ ہم آب شیرین پر
مثال زخم اپنے منہ سے یہ خون لگی آنے
بڑھاتی ہین گلے سے یار کے ہم طوق منت کا
صفت ہوتی ہے جبان حسن غزل مین تیری ابرو کی
نہین ہم شغل سے رہتی ہین غافل ایکدم ہمدم
کوئی منصور کے حق کہنے کو سمجھا نہین اب تک
جنھون نے خضری چمن مین کی جو اوسکی قدہو کو دیکھنے
مقید ہون مین اعضا کی گونسی ناتوانی مین
نہین ہے دردمند عشق کو کچھ کام نالون سے

رہی طاقت نہ جب اٹھنے کی تب آزاد کرتی ہین
تو کافر ہنسکے کہتا ہے قرآن یاد کرتی ہین
تو سوتی ہین بھی سیر گلشن شداد کرتی ہین
گریبان چاک اپنا خامۂ فولاد کرتی ہین
تو بس ہم وہی کرتی ہین جو آپ استاد کرتی ہین
مہ کنعان کے زندان کو ہم آج آباد کرتی ہین
یہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتی ہین
ہماری اشک کا رہ مانی و بہزاد کرتی ہین
سدا وحشت مین روح کوہکن کو شاد کرتی ہین
کہ ہر دم ہم بیان خونریزی جلاد کرتی ہین
زلیخا قید سے یوسف کو آج آزاد کرتی ہین
تو ہم ہر بیت پر آنکھون سے اپنی صاد کرتی ہین
جو بت کو بھول جاتی ہین خدا کو یاد کرتی ہین
وہ خود کو بھول جاتی ہین جو اوسکو یاد کرتی ہین
سوال اب قمریون سے طوق کا شمشاد کرتی ہین
تردد کس لیے زنجیر کا حداد کرتے ہین
وہان زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتے ہین

قاصد سے تو اب پوچھتے کچھ دل ہی دھڑکتا
پیغام نہ اوسکا کہین پیغام اجل ہو

تھا آج کا وعدہ سو کہا آؤنگا مین کل
جبتک کہ ہو کل دیکھیے کیونکر مجھے کل ہو

بن تیری اگر جاؤن مین گلگشت چمن کو
سینے کو مرا تیر ہو پھل برچھی کا پھل ہو

گل گل مری بیکلی اوسی کرتی ہے کردون کیا
یا رب دل نالان کو کسی طرح سے کل ہو

زلفون کی پریشانی سے کیا دل ہے پریشان
شانے کا ترے ہاتھ اگر آہی کہین شغل ہو

غنچہ کوئی کہتا ہے کوئی وہم دہن کو
کچھ منھ سے تو بولو کہ یہ عقدہ کہین حل ہو

کسطرح سے ہو زیست بھلا کچھ ہو کر انصاف
بیتابی ہو یان اور ادھر لیت ولعل ہو

اوس گل کو چمن مین ہو جو میخواری سے کچھ دو
ہر غنچہ و گل از صراحی بہ بغل ہو

کسطرح سے کہہ بیٹھون اوسے چل مری گھر کو
کہتے ہین تب ہی بات جو کہنے کا محل ہو

گویا کے سوا کس کا ہے منھ اوس سے کرے بات
ہر بات مین جس کا فرطناز کے پھل ہو

چلے ہم ای جنون جب فصل گل مین سیر گلشن کو
عوض پھولون کے پتھر سے بھرا گلچین نے دامن کو

سمجھکر چاند بیٹھے یار تیرے روی روشن کو
کہا ہانے کو ہالہ اور مہ نو طوق گردن کو

جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کردون مین دل کو
لٹا دون دوست سے اپنے میں اس پہلو کی دشمن کو

کرون آہین تو منھ کو ڈھانپ کے وہ شوخ کہتا ہے
ہوا سے کچھ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامن کو

شرر سنگ لحد سے جھڑتے ہین لطف جوانی ہے
لگا یا کرتے ہین لڑکے جو پتھر میری مدفن کو

تھا گردن کا ڈورا کم مرے ایمان لینے مین
پنھایا کس لیے زنار اوس طفل برہمن کو

صفت پوچھی جو میں نے اوس سی ترے سرخی لب کی
صبا نے رکھدیا گلبرگ تر پہ برگ سوسن کو

گذر میرا جہان ہوتا ہے سب آنکھین بچھاتے ہین
مین وہ ہون خاک جو ہو سرمہ چشم دوست و دشمن

کفن بھی میری نظرون مین لباس شادمانی ہے
گریبان چاک ہون او ستمگر زخم گردن کو

خدا شاہد ہے او کافر تری گردن کی دوری کی
ہمین دھاگے دیے زنار پہنایا برہمن کو

چمن مین گل کھلائے کس نے نقش پای رنگین نے
عوض پھولون کے گلچین خاک سی بھرتا ہے دامن کو

جھکائے ہین کنوئین چاہ ذقن نے طبع موزون کو
بنایا یوسفِ گم گشتہ کے مانند مضمون کو

مجھے ذوقِ شہادت بعد مردن بھی ہرا ای قاتل
بھری دامن تو آب تیغ سے دھونا مری خون کو

خوشی ہوکر جو وہ مہر و گلے میرے چمٹ جاتا
ہلالِ عید پھر کہتا مین اپنے بخت وارون کو

دکھادی ای جنون الفت نے مجکو جبکہ یکرنگی
مین سمجھا خیمۂ لیلی سواد چشم مجنون کو

بگولہ ہالۂ مہتاب ہی میرے بیابان کا
فلک رتبہ کہا کرتے ہین وحشی میری ہامون کو

تصور اسقدر رکھا ہی مین نے زلف مشکین کا
بنایا ہے برنگِ نافہ ہر اک قطرۂ خون کو

نہایت کچھ مکدر ہو کے لیلی وان سی پھر آئی
غبارِ خاطرِ مجنون مگر سمجھی ہے ہامون کو

مے الفت کی متوالی جو ہین ای ساقی بیہوش
صراحی کہتی ہین گردن کو ساغر چشم مشکین کو

دکھایا اوس نے دریا پر شبیہِ تابکی عالم
مجھے رو رو کے جو دیکھا رخ پہ کھولا زلف شبگون کو

کہ جب صفحۂ رخ مین شعر بندش نے بھی صفائی کی
ہزارون پیچ سی باندھا کیو زلفون کو مضمون کو

فلک کو اپنی ہم صورت پہ تو احسان کرنا تھا
شراب عیش سی بھرنا تھا جام بخت وارون کو

سراپا ہم نے مضمون دستِ بالا کے باندھی ہین
زمین اپنی غزل کی کیون نہ سمجھی پست گردون کو

مین سمجھا کوئی گل سرو گلستان نے دکھلایا ہے
جو دیکھا پھول سی چہرے کو اور اوس قدِ موزون کو

ہی بہتر اطلس گردون سے یہ پوشاک عریانی
ہماری داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو

صدای قلقل مینا یہ ہے محفل مین ای ساقی
دکھادی چشم میگون کو دکھادی چشم میگون کو

مری گردش کو افسانے سنے ہین سالہا اسنے
اسی باعث سی ہے دوران سرمدت سی گردون کو

کبھی جب آپ ہی گردش کر دیا اوس کو تہ و بالا
بنایا شیشۂ بازیگران مینائے گردون کو

طوق میری ہی گلے مین کچھ نہین ہی زیبا
تا بہ گردن ع ان بھی دیکھا زلف کی زنجیر کو

جسکی جانب وسنے دیکھا مر گئے ہم رشک سے
ہم نشانہ بن گئے جسپر لگایا تیر کو

ٹھہرنا مشکل ہی مجہ دیوانے کی تصویر کا
پانؤن سے پہلے بنایا چاہیے زنجیر کو

یہ گھلا ہی ضعف سی پہونچا وہ اپنی جیب تک
اب گریبان گیر کیسے خار دامنگیر کو

کان کا پردہ لگا دیجے تری دالان مین
رہیے اپنے گھر مین اور سنیے تری تقریر کو

سیکڑون مضمون باندھی ہین غزال چشم کے
فکر گویا نے کیا شرمندہ آہو گیر کو

یان شکوہ قاتل سے نہ آلودہ زبان ہو
جو زخم لگے وہ پئے شکرانہ دہان ہو

گر دیر لگی روح روانہ مری ہوگی
قاصد سے یہ کہدو کہ خبر لیکے روان ہو

تو تیغ لگائے وہین زخم سی ہنس دون
قاتل ترا شکوہ نہ کبھی مجہ سے بیان ہو

گر آہ صبا بنکے چلے یار کی جانب
بے منت قاصد مرا مکتوب روان ہو

جا سکتا نہین جوشش گریہ سے کبوتر
مرغابی ہی نامہ کو مرے لیکے روان ہو

وہ کون سی جا ہے کہ نہین جلوہ نما تم
تسپر نہین معلوم کہ کس جا ہو کہان ہو

سایے کیطرح کیون نکرو سرو کو پامال
تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو

مجہ وحشی سے ہرگز نہ چھٹے دشت نوردی
مر جاؤن تو پھر خاک مری ریگ روان ہو

چھا جائے گھٹا اوس مسی لب کا جو ہو ذکر
مینہ برسے مری رونیکا گر حال بیان ہو

مت پوچھ مرا ضعف اگر رونے لگون مین
کیا دخل کہ آنسو مری آنکھون سے روان ہو

ردیف ہا

نہین تیری جفا و فا ہے یہ
قتل کرنا جو ہے ادا ہے یہ

سر قلم کیجیے روا ہے یہ
اپنی قسمت کا بس لکھا ہے یہ

بھن رہا ہے جگر جو مثل کباب
عشق میکش مین بس مزا ہے یہ

خون عشاق کو وہ کھتا ہے
دست و پا کے لیے حنا ہے یہ

اتنی بدخوئیان نہین اچھین
کہہ نہ بیٹھے کوئی برا ہے یہ

کوستے ہو جو ہاتھ اوٹھا کرتم
اپنے نزدیک تو دعا ہے یہ

گاہ ہنستا ہے گاہ چین بجبین
وہ تو شوخی ہے اور ادا ہے یہ

ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے اوسکی
راست قامت ہے کج ادا ہے یہ

خط کو اپنا جواب نامہ سمجھ
یار نے مجکو بس لکھا ہے یہ

اس کو دستار سرخ مت سمجھو
خون عاشق کا سر چڑھا ہے یہ

ہے فلک پر دماغ گویا کا
جب سے اوس کوچے کا گدا ہے یہ

نیم بسمل کیا ادا ہے یہ
عاشقو لوٹنے کی جا ہے یہ

شب وصل صنم دلا ہے یہ
بوسے ہونٹون کے لے مزا ہے یہ

دل کو کیون پائمال کرتے ہو
نہ تو سبزہ ہے نہ حنا ہے یہ

ردیف ہا

اوسکی رفتار کے لکھے ہین جو وصف
کیا مری طبع مین روانی ہے

ناصحا عاشقی مین رکھ معذور
کیا کرون عالم جوانی ہے

کس سے دون اوس صنم کو مین تشبیہ
کب خدائی مین اوسکا ثانی ہے

نہ مرے زخم پر رکھو مرہم
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

مر گئے ہین کہ شمع سان خاموش
گر یہی اپنی بے زبانی ہے

ہم نہین شمع ہون جو اشک فشان
کار عشاق جانفشانی ہے

مینہ نے گھر مین مرے رکھا اوس کو
یہ بھی تائید آسمانی ہے

دل بھی اوس سے اوٹھا نہین سکتی
ناتوانی سی ناتوانی ہے

قد موزون کے عشق مین گویا
رات دن شغل شعر خوانی ہے

حسرت اے جان شب جدائی ہے
مژدہ اے دل کہ موت آئی ہے

تجھ سے مغرور کی جھکی گردن
یہ بھی اک شان کبریائی ہے

اوس نے تلوار کو سنبھالا ہے
دیکھیے کس کی موت آئی ہے

پھر گیا جب سے وہ صنم بخدا
ہم سے برگشتہ اک خدائی ہے

بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا
کج ادائی سی کج ادائی ہے

آپ کو جانتا ہے آئینہ
صاف یہ اوسکی خود نمائی ہے

تم مرے کج کلاہ کو دیکھو
یہ بھلا کس مین میرزائی ہے

سوزش مری دل کی دیکھہ ایماہ
وہ طفل نصیری آسنے شاید
گردن ڈوبی تھی شمع سرکش
بس رکھدیا خط مین برگ سوسن
ٹھکرا کے چلے جبین کو میری
یہ رشک ہے منہ جو یار دیکھے
بھولا تھا مین راہ کوے قاتل
اوسکی گردن تلک نہ پہونچا

گر سیر اس برج آتشی کی
قسمین وون مرتضی علی کی
کیون اوسکے گلی سے ہمسری کی
جب لکھہ سکے صفت مسی کی
قسمت کے لکھونے یاوری کی
صورت دیکھو ن نہ آرسی کی
تونے اے موت رہبری کی
اے دست دراز کوتہی کی

دل کو پالا بغل مین تونے
گویا دشمن سے دوستی کی

جو نہان تھا وہی ہر سو عیان ہی
سراپا ماہ کا تجھہ پہ گمان ہے
کیا یہ سوز دل نے گرم پہلو
ٹپکتا ہے ہمارا خون اس سے
جو پہونچے ہاتھہ زنجیرون کو توڑین
گیا ہے کوچۂ قاتل مین اب دل
سُنے جو پھر نہ جاگے تا قیامت

یہ کیسے لن ترانی اب کہان ہی
زمین قدمون کے نیچے آسمان ہے
برنگ شمع ہر اک استخوان ہے
تری تلوار قاتل گل فشان ہے
اگرچہ پانون اپنا درمیان ہے
مسلمان وار د ہندوستان ہے
ہمارے عشق کی وہ داستان ہے

زار اس حسرت سے رویا مین پس دیوار یار
آج جو چاہے سو کہہ وعدہ ہے کل دیدار کا

ابر مین بجلی چمکنے کا مجھے دھوکا ہوا
چشم جانان مین جو دیکھا سرمۂ دنبالہ دار

حسرت دیدار نے مجکو کیا ہے جدا اس
یاد آیا دل نہین اپنا ملا تھا خاک مین

چشم تر مین پھر گیا اوس سرو قامت کا خیال
کیا تصور ہے جو دیکھا اپنے جسم زار کو

کھینچ لی تلوار جب اپنی کمر سے یار نے
جنت کوے بتان مین جب رکھا مینے قدم

دوسرا مصراع ہے سایہ قد اگر مصرع ہے ایک

دیدۂ روزن مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
لن ترانی پھر کہان جب تو نظر آیا مجھے
جب کھلے بالون وہ آتش خو نظر آیا مجھے
بستہ اک زنجیر سے آہو نظر آیا مجھے
جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا مجھے
رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے
سرو اگر کوئی کنار جو نظر آیا مجھے
مین یہ سمجھا اوس کمر کا مو نظر آیا مجھے
باڑھ کا ڈورا کمر کا مو نظر آیا مجھے
جام کوثر کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
مطلع ابجادہ جانان تو نظر آیا مجھے

اک غزل کی اور بھی تکلیف دیتا ہون تجھے
شاعرون مین اب تو گویا تو نظر آیا مجھے

اے سگ جانان نہ جس دم تو نظر آیا مجھے
اوٹھ سکے اوس پہلو مین تو بیٹھا تو فرط شوق
ہو گیا مجنون خیمۂ لیلی سمجھ دوڑا ادھر

استخوان کا درد بے دارو نظر آیا مجھے
شرم سے اوس چشم مین آنسو نظر آیا مجھے
گردن آہو مین یا گھنگرو نظر آیا مجھے
دل بھی اس پہلو سے اوس پہلو نظر آیا مجھے
جب سواد دیدۂ آہو نظر آیا مجھے

نہوگا کوئی مجھہ سا محو تصور — جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

مکدر نہو یار تو صاف کہدون — نکیونکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ہے

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوؤن کی — سحر سے یہی شام تک گفتگو ہے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے — غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے

ملادے لب جام کو سب سے ساقی — چمن ہے ہوا سرد ہے آبجو ہے

نکیونکر دماغ آسمان پر ہو میرا — بغل مین مرے ساقی ماہ رو ہے

نہین ہے سوا تیرے کچھ مطلب دل — تمنا تری ہے تری آرزو ہے

ہوا ہون زخود رفتہ مین خط جو لکھہ کر — کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے

چمن مین بھی دیکھا تو چرچا ہے تیرا — لب برگ گل پر تری گفتگو ہے

نہ وصل تو رات دن ہے برابر — سحر کی نہ کچھہ شام کی آرزو ہے

کسی گل کے کوچے سے گذری ہے شاید — صبا آج جو تجھہ مین پھولون کی بو ہے

نہین چاک دامن کوئی مجھہ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا قتل [illegible] ہو کر تری شمشیر سے ٹپکے — ہے شرط وفا یہ نہ ترے تیر سے ٹپکے

[illegible] نزاکت جو شب [illegible] مین نکلا — گرمی سے پسینا رخ بے پیر سے ٹپکے

آہون سے مری اور بھی وہ رخ مین لگی آگ — حسرت کا مکان رونیکی تاثیر سے ٹپکے

[illegible] پیاسی کہ تو رکھدے [illegible] — پانی وہین قاتل لب شمشیر سے ٹپکے

مین نے گل کھایا تو لگا کہنے
نہ اوٹھین گے مثال نقش قدم

خوب تازہ یہ گل کھلا بیٹھے
جب ترے در پہ یار آ بیٹھے

دیکھ اوس سے سمجھ کے کرنا بات
ہے وہ گویا نہ کچھ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھائے
اثر کچھ تو اے آہ سوزان دکھا دے
اگر دیکھ چاہِ ذقن اوسکا یوسف
مین منصور ہون زاہد و حق کہون گا
پڑے اشک و رآہ سوزان کے بس مین
بھلا کچھ تو آ کام اے جوش گریہ
اجل کہہ کے اوس تیغ ابرو کا قصہ
اگر آب ہے تیری خنجر مین قاتل

بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکا دے
رقیبون کے دو چار گھر تو جلا دے
تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرا دے
اگر کوئی سولی پہ مجکو چڑھا دے
یہ چاہے بہا دے وہ چاہے جلا دے
کہ غیرون کے دیوار و در کو گرا دے
ہے احسان شب ہجر مین گر سلا دے
ذرا میرے دل کی لگی کو بجھا دے

پڑھے کب وہ گویا بھلا میرے خط کو
کبوتر کو جو چٹکیون مین اوڑا دے

جسم وہ حیران جہان آئینہ ادراک ہے
دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے
چہرہ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہے سرو

چاندنی اوس ماہ کی او تری ہوئی پوشاک ہے
دامن پاک مہ کنعان کو دیکھو چاک ہے
گوش نازک ہین گل تر غنچۂ گل

لگین گر تیر مژگان دل پہ ہو عین آرزو میری	مجھے یہ تیر باران کم نہین باران رحمت سے
ہجوم یاس حسرت اکسو ہے بیکسی اکسو	تری عاشق کا جاتا ہے جنازہ شان و شوکت سے
مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجکو نہ بخشیگا	اگر اچھے بھی ہون گے زخم تو سنگ جراحت سے

وہ مجھسے بے طرح روٹھا تھا لیکن میرزا گویا
منایا لاکھہ منت سے خوشامد سے سماجت سے

اوسکو مجھسے روٹھا دیا کس نے	میرے دل کو دکھا دیا کس نے
دام کاکل دکھا دیا کس نے	مرغ دل کو پھنسا دیا کس نے
خم ابرو دکھا دیا کس نے	کعبۂ دل گرا دیا کس نے
اے فلک ہم تو بیٹھے ہنستے تھے	اوٹھتے اوٹھتے رولا دیا کس نے
آئینے مین دکھا کے تیری شکل	مجھکو حیران بنا دیا کس نے
مین گیا اوسکے گھر تو کہنے لگا	گھر ہمارا بتا دیا کس نے
نہین معلوم شوق قتل مین کچھہ	سر ہمارا اوڑا دیا کس نے
نسلے کسی کی آنکھون مین	نظرون سے گرا دیا کس نے
مانگتے ہی گناہگار ہوئے	اوس سے بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تھا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کس نے

ملی ہاتھون مین یہ حنا کس نے	خون سر پر مرا لیا کس نے

چاندنی پر وہ پھر رکھے نہ قدم	ہم فقیروں کا بوریا سمجھے
تیرے ابرو کو جو ہلال کہا	ماہ نو سے بھی کچھ سوا سمجھے
مردن تو وہ جواب نامہ لکھو	خط نہ آنے کا مدعا سمجھے
ہاتھ اوٹھا کر لگا جو کوسنے وہ	واہ رے ہم اوسے دعا سمجھے
جو ہے بیگانہ آشنا ہے وہ	ہم جو کہتے ہین کوئی کیا سمجھے
ہمکو نظرون سے پیستے ہین آپ	چشم بد دور توتیا سمجھے
جب سے اوس کوچے مین قدم رکھا	کیمیا کو بھی خاک پا سمجھے
تجکو او نوجوان کہا بے مثل	آج معنی لا فتا سمجھے
ہمنے جب دیکھی چاندنی چھٹکی	تیری او تری ہوئی قبا سمجھے
کاٹے ماہ جب سے دیکھ لیا	تب سے گردون کو ہم گدا سمجھے

اپنی فہمید پوچھ مت گویا
کچھ نہ سمجھے یہ بار ہا سمجھے

نہین کچھ غم گلستان سے جو فصل گل روانا ہے	وہ بلبل ہون کہ گل کھا کھا کے تازہ گل کھلاتا ہے
کہو اوس برق وش سے آج لازم ساتھ ہے جانا	غبار تو پر ہما ہے ابر رحمت شامیانا ہے
ذہن مین چیلیون کے میری زنجیر و نکا دانا ہے	جنون مجھ زار کو تسبیح بھی کہتا ہے تو دانا ہے
مثال النقش پا لاکھون پڑے رہتے ہین سر اوسکا	مگر قاتل ترا کنج شہیدان آستانا ہے
گریبان پھاڑ کر دست جنون سے ہوگی کب فرصت	ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اوڑانا ہے

داغ دل تازہ ہوا آہ دل ناشاد سے
کیا ہے معشوق کی ہمنام ہوئی عشق ہو
دامن صحرا ہوا ٹکڑے پرای دست جنون
قامت موزون کا سایہ دیکھکر کہتا تھا شوخ
سر کو پھوڑا کوہ کن کی عقل پر پتھر پڑین
کون یہ صیاد کلر خسار آتا ہے صبا
ہون مین وہ بلبل کہ مثل طائر قبلہ نما
زخم جو لگتا ہے بنتا ہی دہان شکر وہ
پھوڑ ڈالا سر کو سنگ آستان یار سے
یار اگر آتا نہین تو ہی شب فرقت مین آ

ہو گیا روشن چراغ اپنا گذر باد سے
جان شیرین کو ندے کہتا تھا یہ فرہاد سے
جیب صبح حشر بھی پھاڑین تری امداد سے
کس کا مصرع لڑ گیا ہے مصرع اوستاد سے
کھود ڈالا خانۂ خسرو نہ کیون بنیاد سے
شور بلبل کم نہین شور مبارکباد سے
منھ قفس مین بھی نہ پھیرا خانۂ صیاد سے
بڑھتی ہے میری وفا ظالم تری بیداد سے
ہم بھی او شیرین نہین ہین کم تری فرہاد سے
اے اجل تو نی بھی کیا ہمکو بھلایا یاد سے

ہون وہ نالان گنبد گردون نی گھبرا کر کہا
سر پھرا جاتا ہے ملے گو یا تری فریاد سے

ہون مثل نی ندو مجھے نسبت سپند سے
کوچے مین زلف کی دل و جان یون ہوئے جدا
عاشق کی آہ جائیگی اب عرش سے پرے
تمکو خدا دکھائے تبو انقلاب عشق
ہے آہ بیکسان کی رسائی خدا تلک

نالے نکل رہین ہین مری بند بند سے
جسطرح دردمند ملے دردمند سے
زلف دراز بڑھ گئی قد بلند سے
اپنا بھی درد کہتے پھرو دردمند سے
چڑھ جایئے فلک پہ دلا اس کمند سے

کیا نگاہ مست سے ساقی نے نظارہ کیا — محتسب سرشار ہے زاہد ہے جو ہے مستانہ ہے

اعتبارات جہان کثرت ہین تو وحدت کو دیکھ — وہی مہمان وہی خانہ وہی صاحب خانہ ہے

آج افسانے سنا کرتا ہے بے خواب ناز — دیکھ لینا بے خبر کل تو بھی اک افسانہ ہے

اس چمن مین خار چشم ہر گل و نرگس ہون مین — ہان مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے

ہے وضو بہنا لہو کا قتل ہونا ہے نماز — سر جھکانا زیر خنجر سجدۂ شکرانہ ہے

پڑ گئی ہے جان سی ہر ایک بت مین ای صنم — اندرون تیرا تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے

دل پڑا جلتا ہے اب ہی جان تو آنکھون مین آ — دیدۂ گریان مژہ سے صورت غسخانہ ہے

رعد ہے نالہ مرا ابر سیہ مژگان تر — جسکو بجلی کہتے ہین وہ آہ بیتابانہ ہے

قیس و گویا وامق و فرہاد پر موقوف ہے
جو ترے کوچے مین آیا ای پری دیوانہ ہے

کم ہوا ہون نظرون سے ایسی ناتوانی ہے — اب ادھر سے ارنی ہے یہان سے لن ترانی ہے

آنکھ اوٹھا کے گر دیکھو عین مہربانی ہے — لو دعا ضعیفون کی ثمرۂ جوانی ہے

وہ لگا تو ہین منہدی ہم بھی ہین لہو روتے — دہان ہے مشق خونریزی یہان بھی خونفشانی ہے

حال دل کبھی اوس سے گر کہون تو کہتا ہے — اور ہین سنے قصے یہ بھی اک کہانی ہے

پوچھتا ہے کیا ہمدم حال زندگانی کا — جب جدا ہوا جانان خاک زندگانی ہے

سبکو ہے یقین کامل رخ پہ ماہ تابان کا — اوسکی جو قبا کا رنگ آسمانی ہے

کرتے ہو اشارہ کب ہمکو اپنی ابرو سے — تیغ گر لگا بیٹھو یہ بھی مہربانی ہے

کشور دل مین کیا تلاطم ہے
صورت اک انقلاب کیسی ہے

دل پھنسا جب سے زلف و کاکل مین
حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے

دیکھہ ہمت حسین کی گویا
سبب عطا بوتراب کیسی ہے

مجکو چاہِ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسف کنوئین جھکاتا ہے

کچھ تو سیدھی بھی بات کرتا ہون
ترچھیان وہ مجھے سناتا ہے

شمع محفل وہ مجکو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

عقل اول کے ہوش اوڑتے ہین
چٹکیون مین وہ جب اوڑاتا ہے

زلف کو چھیڑتا ہے جب شانہ
دل مرا پیچ و تاب کھاتا ہے

گر میان غیر سے نہ کر ظالم
جل رہا ہون عبث جلاتا ہے

برگ گل سے زیادہ لال ہین ہونٹھ
کوئی جانے کہ پان کھاتا ہے

خاک سے بھی مری غبار رہا
قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے

غنچے غیرت سے کھل نہین سکتے
جب چمن مین وہ مسکراتا ہے

مثل آئینہ اوس سے صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتا ہے

تجھکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم
کس لیے تو ہمین رولاتا ہے

دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہے
خنجر آبدار لاتا ہے

دید کی آنکھہ ہی نہین رکھتے
لن ترانی کسے سناتا ہے

اوٹھین تربت سے خندان روز محشر
کفن کو دے دوپٹہ زعفرانی
ترے پھرنے سے ... سب ہین دشمن
زمین بھی ہے بلا سے آسمانی
وہ عاشق ہون نہ آئے نیند مجھکو
سنون جب تک نہ یوسف کی کہانی
اوٹھا سکتے نہین اب اوس کے ...
یہان تک اب ہی پہونچی ناتوانی
ہمارے بن چمن مین عندلیبو
مناسب ہے تمھین دھومین مچانی
... ساقی ہمارے خون دل سے

دم آیا میری آنکھون مین نہ آئی تم نہ آئی تم — اجل بہتر ہے اس ہجر روز کی امید واری سے
جسے مین دیکھتا ہون یار کے دانتون کا شیدا ہے — منجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شماری سے
خرامان دیکھکر گلشن مین میرے سرو قامت کو — لجا لوینگے نخل گلستان شرمساری سے

وہین دھو جائیگا دینگے جو مجکو دفتر عصیان
کہ پانی پانی ہو جائیگا گویا شرمساری سے

پیتے ہین نون دل نہین خواہش شراب کی — دل ڈھونڈھتا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی
پیتے ہی مجکو دارو بیہوشی ہو گئی — تاثیر ہے یہ یار کی جھوٹی شراب کی
مسکن کو اپنے چھوڑ کے زلفون مین جا پھنسا — وحشت تو دیکھیو دل خانہ خراب کی
کس شہسوار کی ہے قدمبوس کی ہوس — صورت جو بنگیا ہے مہ نو رکاب کی
کس کوچے سے نکال کے مارا ہے دشت مین — دیکھو جنون نے کیا مری مٹی خراب کی
سینہ خیال یار سے بتخانہ بن گیا — ناقوس آہ ہے دل پہ اضطراب کی
بعد از فنا بھی شیشہ ساعت کی خاک مین — تاثیر ابتلک ہے وہی اضطراب کی
پہونچایا مجکو کعبہ کوے بتان تلک — بارے دعا خدا نے مری مستجاب کی
اے شہسواریان بھی قدم رنجہ کیجیو — ہے حلقہائے چشم مین صورت رکاب کی
دریا روان ہے فرقت ساقی مین چشم مین — درکار اب ہوئی مجھے کشتی شراب کی
پرتو پڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا — صورت لگی ستارے سے ملنے حباب کی
دیکھا تجھے جو خواب مین جاگی مری نصیب — بیداری سے فزون ہوئی توقیر خواب کی

پڑے ہی سایہ جو میرا مہِ آتشخوار جل جاوے
سمندر میری سوز دل کو لگے پانی پانی ہے

ہمارا نامہ دیکر آہ ہی اک بھیجو قاصد
جو پوچھے یار کہدینا یہ پیغام زبانی ہے

بچھا ہے دشت مین ہر ایک جانب فرش کانٹو نکا
جنون مجھ آبلہ پا کی مگر اب میہمانی ہے

ہماری خاک پہ آتے ہوئے جو تم مکدر ہو
عوض پھولونکی تربت پہ مگر تیوری چڑھائی ہے

لکھا القاب نامہ مین مجھے نامہربان اوس نے
کیا بھونڈ بھونڈو نکو یا دیہ بھی مہربانی ہے

لگایا ہے جو اپنے دانت پہ میرے شکر لب نے
تو ہی میٹھی چھری تلوار شیرین ادا کا پانی ہے

ہوا ہے تب کہین غربال سینہ اوسکے تیرون سے
اسی امید پر جب ہمنے برسون خاک چھانی ہے

جو الٹا بھیجا کے نامہ تو جواب غیر لاتا ہے
یہ قاصد خط رسانی ہے و یا ایذا رسانی ہے

عوض نامے کے بھیجین گے اوسے لوٹن کبوتر ہم
اسی دیر مین قاصد دل کی بیتابی دکھانی ہے

ہم ایسا رو دیتے اگر وہ اوسکی منھ پہ منھ رکھکر
ہوئی ہین مدتین جا پہ ذقن مین اب بھی پانی ہے

تری تصویر اگر کھینچے دہن کی جا لکھو مانی
خدا ہی عالم الغیب ورنہ یہ سر نہانی ہے

جگر مین خار غم ہین اور تڑپتے ہین نہین کہتے
ازل سے یان تو گویا شکل ماہی بے زبانی ہے

ہمین اس قید غم سے تو رہائی ہوتی
شب ہجران کی عوض موت ہی آئی ہوتی

آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی
اوس سے بھی آنکھ لڑاتے تو لڑائی ہوتی

خود فروشی سر بازار جو لائی ہوتی
ان بتون کی تو خریدار خدائی ہوتی

وعدہ دیدار کا ہے شکل دکھائی ہوتی
کل جو آئی تھی قیامت ابھی آئی ہوتی

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجکو / کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتی

گل نہ ہنستے تری فریاد پہ یون اے بلبل / مرے نالون کی اگر طرز اوڑائی ہوتی

آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا / مری اشکونمین جو قاتل نے بجھائی ہوتی

دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی / اوس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتی

مہر و مہ ہوتے مری طرح تری دیوانے / چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتی

ہی یہ چسپان مکان اوسکا جو پڑتی مری آنکھ / شکل روزن نہ کبھی اوس سے جدا ہوتی

ہجر ساقی مین جو ہم آنکھون سی دریا روتے / خود بخود کشتی مے لینے کو آئی ہوتی

مین وہ مجنون ہون دکھاتا جو کہین جذبۂ دل / محمل ناز سے لیلی نکل آئی ہوتی

بادشہ وقت کی ہین دولت خاموشی سے / مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی

عمر بھر مین دہن زخم سے خندان رہتا / تونے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتی

ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنونکی شبیہ / لیکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوتی

تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد / بعد مرنے کے مری خاک اڑائی ہوتی

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجکو شہید / لاکھ ہمچشمون نے آنکھون سے اوٹھائی ہوتی

درد ہوتا مرے زخمون مین تو میٹھا میٹھا / اوس شکر لب نے جو شمشیر لگائی ہوتی

ہاتھ سے اپنے جو وہ رشک چمن گل لیتا / شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی ہوتی

مرگئے تھے جو چمن مین تجھے لازم تھا صبا / سرو قد قمریون کی خاک اوڑائی ہوتی

سنگ دلبر کبھی آتا تو پے استقبال / ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوتی

دکھائی جس نے یہ صورت ہمین دم آخر
اوسی کے دیکھنے کو روح اب ترستی ہے

نہ توڑے شیشہ مے میری سنگ مرقد کو
پس اب فنا بھی مجھے پاس مے پرستی ہے

اسیر کرکے ہمین خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بھی یان تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہین دم عیسی سے بھی جو گل ہو جائے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ مانگتا ہے مری جان رونمائی مین
یہی جو سول ہے تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہے اس نے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نہ پوچھو عشق کی جو کچھ درازدستی ہے

کہون مین ہے وہی ساقی وہی سبو وہی جام
مدام بادۂ وحدت کی مجکو مستی ہے

علم ہے تیغ دو دم تیری سر جھکائے ہو نمین
تری گلی مین بھی ظالم بلندی پستی ہے

جو چاہے رحمت حق عجز کر شعار اپنا
روان اودھر کو ہے پانی جدھر کو پستی ہے

سفید ہوگئے موے سیاہ غفلت چھوڑ
ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہے پیری سے
مآل کار بلندی جہان مین پستی ہے

وہ اپنی جنبش ابرو دکھاکے کہتا ہے
یہ وہ ہے تیغ اشارون ہی سے جو کستی ہے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
صنم بغل مین ہے دل محو حق پرستی ہے

ہے خوب پہلے سے گویا کرون مین ترک سخن
کہ ایک دم مین یہ خاموش شمع ہستی ہے

ہون وہ بلبل ونکو دی حق نے چشم تر مجھکو
نالون کو منقار دی بندھنے کی خاطر مجھکو

ہجر ساقی مین جو خوش آئے مے احمر مجھے
باعث دوران سر ہے گردش ساغر مجھکو

پوچھون اشک گرم تو جلنے لگو بجلی کیطرح — دے فلک بالفرض اگر داماں ابر تر مجھے

مین شعریانی مین ممنون ہون کسی بیچشم کا — جامۂ آب وان دے اشک چشم تر مجھے

کب ہوئی فرصت گریبان سحر کو چیر کر — چاک کرنا ہی ابھی تو دامن محشر مجھے

نوچکر کیون میری پر لڑکے اوڑایا کر دئیے ہین — کیا ملے ہین اس طرح اوڑنیکے خاطر پر مجھے

حسرت دیدار کچھہ لگتی ہے اپنی یار کو — آنکھہ کے ڈورے سے بنوانا ہے اب بستر مجھے

آگیا جسدم عرق اوس کے رخ پرنور پر — ماہ تابان پر نظر آنے لگے اختر مجھے

جامۂ عریانی تن چاک ہو مثل کتان — گر بلالی تیغ دکھلائے مرا دلبر مجھے

ناتوانی سے پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا — لے اوڑی ہین ہوش میری تا فلک اکثر مجھے

وصف تیری بیدہانی کے جو ہین ورد زبان — اس لیے کہتے ہین سب عیب اللسان اکثر مجھے

انتظار نامۂ جانان نے زارا ایسا کیا — لائے خط جبتک صبا بس لاد اور جی پر مجھے

وان قبا تو نے اوتاری یار بہر خواب ناز — یان جنون نے اپنے جامے سے کیا باہر مجھے

خانہ بر دوش اس گلستان مین ہا مین عمر بھر — ہون وہ بلبل آشیان ہین میری بال و پر مجھے

وہ نشانہ ہون جہان تو ہو گا اوڑ کر جاؤنگا — اتہوا و ظالم ترے تیرون نے بخشے پر مجھے

وصف چشم مست کچھہ کہکر اگر مین چپ رہون — صورت مینا کہو قلقل لب ساغر مجھے

کعبے اور بتخانے جانے سے بھلا کیا کام تھا — تیرے گھر کی جستجو پھرواتی ہے در در مجھے

شکر اللہ گر کبھی ہوتا ہے درد استخوان — دیکھہ جاتے ہین سگان کوچۂ دلبر مجھے

اس زبان سے کیا کرون مین ساقی کوثر کی مدح — یا الٰہی دے زبان موجۂ کوثر مجھے

دیکھ کر دیتی ہین مست ہاتھ سے کھو دولت فقر
عرق آتا ہی جو ابر دیہ تو کہتا ہے وہ شوخ

غم مین او دس ماہ کے بن جائیگا شکل مہ نو
غل مچایا ہی جو زنجیرون نے اے زندانیان

ہاتھ رکھتا ہی وہ بت اپنی بھووں پر اسطرح
تھا گرفتار شب و روز نگہبانی مین

پھر بہار آتی ہی اے خار بیابان خوش ہو
ہے رخ پنجۂ مژگان ترے ابرو کیطرف

ایسی نفرت ہی کبھی تیر لگاتا نہین یار
ہے مری طالع خفتہ کا جگانا مشکل

مر گئے ہم تو صبا لائی جواب نامہ

شاہ کہلاتا ہے جو کوئی گدا ہوتا ہے
آب شمشیر سے طوفان بپا ہوتا ہے

چرخ بھی آج کل انگشت نما ہوتا ہے
قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے

جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے
ہم جواب چھٹتی ہین صیاد رہا ہوتا ہے

آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے
ماہ نو سچ ہے کہ انگشت نما ہوتا ہے

میری مٹی سے جو تودہ بھی بنا ہوتا ہے
شور محشر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو قسمت لکھا ہوتا ہے

بات بھی منہ سے نکلتی نہین اوسکی آگے
مجھے حیرت ہی کہ گویا تجھے کیا ہوتا ہے

نہ آسمان کے ہوئے اور نہ ہم زمین کے ہوئے
گدا جو کوچۂ گیسوے عنبرین کے ہوئے

نہ اپنے گھر کے نہ ہم کوی نازنین کے ہوئے
انھین کے عشق نے یارب مجھے کیا گمراہ

جو تیر مژہ دل سگری ہم نہ پھر کہین کے ہوئے
تو بادشاہ خطا کی ختن کی چین کے ہوئے

ہوئے جو آپ سے باہر نہ پھر کہین کے ہوئے
مین کیا کرون کہ صنم سنگ راہ دین کے ہوئے

پھر مہ نو کا ہوا اون پر گمان ... پھر نشئے بعد وہ آنے لگے
پھر مجھے اللہ دے صبر و قرار ... پھر بہت ترسا ہین ترسانے لگے
رہتی ہے پھر سینے مین تصویر یار ... دل کو پھر اس طرح بہلانے لگے

پھر خیال زلف ہے گویا ہمین
پھر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آٹھ پہر چشم تر ایسی ... کیون رہنے لگی شدت درد جگر ایسی
کیا وصف لکھون کاکل و رخسار صنم کا ... دیکھی نہین ہمنے کبھی شام و سحر ایسی
کس نے یہ گلال اوس رخ روشن پہ ملا ہے ... چھائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسی
اسواسطے ہے ضبط کہ تا عرش نہ جلجائے ... آجائے کہین لب پہ نہ آہ جگر ایسی
نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے ... لیکن نہ بنا پھر وہ دہن ایسا کمر ایسی
کیا ڈھونڈھیے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا ... ہمنے کبھی دیکھی نہین نازک کمر ایسی
دیکھون جو رخ یار مین آئینے کے بدلے ... کب ہوگی میسر مجھے یارب سحر ایسی
مین کیا کہون جو صبح جدائی نے دکھایا ... ہوگی نہ قیامت کی بھی ہرگز سحر ایسی
جسطرح کہ ہو مشک گہر وانت گذانے ... آگے دُر دندان کے ہے قدر گہر ایسی
کہتا ہون نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہون کسی کی ... ان روزون غشی رہتی ہے دو دو پہر ایسی
تیغ نگہ و تیر مژہ روکے جو ہر دم ... جز داغ جگر لاؤن کہان سے سپر ایسی
اے حور لقا کس سے تجھے دیجیے نسبت ... صورت نہ پری کی ہے نہ شکل بشر ایسی
افسردہ ہوا میرے دم سرد سے عالم ... ٹھنڈھی نہین ہوتی ہے نسیم سحر ایسی

حال جس سطر مین ہوتا ہی میری رونی کا
دائرہ اوس کا ہر اک دیدۂ تر ہوتا ہے

کبھی کچھ زلف کی باتین کبھی رخ کا مذکور
شام سے ذکر یہی تا بہ سحر ہوتا ہے

مین سبکدوش سدا قید الم سے آزاد
کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے

یاد مین اون دُر دندان کے جو روؤن گویا
آنکھ سے اشک نکلتے ہی گہر ہوتا ہے

دم پھڑک جائی جسے سنتے ہی تقریر یہ ہی
دیکھتے تو جی ہی نکل جائے نگہ تیر یہ ہے

قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہی
جوہر تیغ نہین ہے خط تقدیر یہ ہے

دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
پیچ مین آئین گے اوس زلف کی تعبیر یہ ہے

خط ہوا اشک روان بخیۂ تا عدم مژگان
چشم مژگان ترسے مضمون کی تاثیر یہ ہے

آسمان کی ہمین گردش ہے وہ نشان کی گردش
کہکشان یہ ہی نہین چرخ پہ شمشیر یہ ہے

لاکھون عاشق جو وہان نقش بدیوار ہین چپ
کوچۂ یار ہے یا گلشن تصویر یہ ہے

بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکھا تو کہا
رخ گلرنگ یہ ہے زلف گرہ گیر یہ ہے

وصف اوس عارض و گیسو کے کرون کیا گویا
روز روشن ہے اگر وہ تو شب تیر یہ ہے

لگاکر دل بت نا آشنا سے
عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے

سوال بوسۂ لب سے رکے تم
لگے چڑنے فقیرون کی صدا سے

ملایا مہر و مہ نے بارہا منھ
نہین نسبت تمھاری نقش پا سے

بے زبان کوئی ہے کہتا کوئی بیہوش مجھے
باتین سنواتے ہین کیا کیا لب خاموش مجھے

ہاتھ مین کاسۂ سر لے کے لحد سے نکلون
ابھی گر یاد کرے ساقی مینوش مجھے

پوچھون اب کس سے نشان اپنے کمان ابرو کا
لب سوفار نظر آتے ہین خاموش مجھے

سر جیبون پہ کیا کرتا ہون پیراہن چاک
زیب دیتا ہے جو کہتے ہین کتا نپوش مجھے

یاد گیسو مین سدا ڈھانپ کے منھ روتا ہون
ایک زنگی نے کیا خلق سیہ پوش مجھے

کس سے اب پوچھیے یاران عدم کا احوال
نظر آتے ہین لب گور بھی خاموش مجھے

ایکدن شہر خموشان مین ولا جاتا تھا
للہ الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے

زاہد و جرم کیا کرتا ہون ہین بہر ثواب
دل آ کر کعبہ سے کرتا ہے سبہ پوش مجھے

بھر کے اشک آنکھون مین پی جاتا ہون ہین ای گویا
یاد جب آتا ہے وہ ساقی سے نوش مجھے

چمن مین گل مین شیشون مین شراب پرتگالی ہے
ولی آغوش اپنا فرنت ساقی مین خالی ہے

فلک بھی ساقیا مست شراب پرتگالی ہے
نہین ہے یاد تو تلوار مستی مین نکالی ہے

ستم تو کون سی بات ان ستمگارونکی خالی ہے
نگہ مین تھر آنکھون مین غضب ہونٹھو نپہ گالی ہے

کریگا منع گر ناصح تو پھر ہوگی شکر رنجی
زبان پر یار کا افسانۂ شیرین مقالی ہے

رخ پر نور پر تیر سے نظر آجاے جب ابرو
آنکھون مین چشمۂ خورشید مین کشتی ہلالی ہے

فغان ان ستمگار سے امیر ی و غنیدہ دیکھکر قامت
کہا کرتا ہے مجکو وہ فغانی ہے ہلالی ہے

چمن مین خط ساقی نو دکھایا سبزہ باغ اسیا
پیالی گلکی نظرون مین زمرد کی پیالی ہے

بجلنے لگے تلوے جو چلے یاد مین اوسکی
گویا ہے غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیے عبد خدا کیواسطے — کبر زیبا ہے جنا ب کبریا کیواسطے

باوفا تھا مر گیا اک بیوفا کیواسطے — آشنا تھا جان دی نا آشنا کیواسطے

باغبان دیوار گلشن تک تو لٹ دی مجھے — قینچیان لگوانہ ای ظالم خدا کیواسطے

بیطلب گر موت بھی آئے تو شادی مرگ ہون — منت عیسیٰ نہ لون ہرگز دوا کیواسطے

آسکے وقت دعا محراب ابرو کا خیال — تیغ ہو محراب بھی دست دعا کیواسطے

اسے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے — بادشہ آتے ہین پابوس گدا کیواسطے

اوسکے لب پر سرخی پان ٹپکھکر کہتا ہے خضر — خون یہ کسکا ہو گیا آب بقا کے واسطے

بعد مر نیکے بھی پیسین ہمکو طفلان حسین — لین ہماری خاک کی گل آسیا کیواسطے

منہہ دکھا بعد اک مہینے کے تو ای خورشید رو — ماہ نو ہے سر جھکائے التجا کیواسطے

بلبلو عریان ہوہ ہون جاؤن اگر گلشن کو مین — دامن اپنا پھاڑ کر دین گل قبا کیواسطے

چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ کنج فقر مین — خاک مت سر پر اوڑا ظل ہما کیواسطے

جانب گلشن مجھے صیاد لیجاتا نہین — تو ہی از خود رفتگی لیچل خدا کیواسطے

ہو گیا نایاب جب عقدہ یہ تب ثابت ہوا — اوس کمر کی دید ہے اہل فنا کے واسطے

خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہرگز ڈر نہین — ہے جگہ آنکھون مین ای دل توتیا کیواسطے

ہونٹ وہ مجرم کانپتا ہے خوف سے سارا بدن — ہاتھ اوٹھائے شرم آتی ہے دعا کیواسطے

خط مین لکھنی ہی حقیقت کچھ دل افگار کی ... چاہیے پھر نظم منقار موسیقار کی

کیجیے تعریف کیا کیا اوس پری رخسار کی ... ناز کی انداز کی رفتار کی گفتار کی

ہجر کی شب بس یہی ڈر ہی جھپکتا ہی نہ آنکھ ... منتیں کرتا ہون کیا کیا دیدۂ بیدار کی

جا بجا گل بکلین سے شعلۂ شاخ گل ہی تند ... دیکھ لینا باغ مین جب آہ آتشبار کی

سرخی لب کے تصور نے لگا دی دل مین آگ ... آتش یاقوت سے گرمی ہی یان بازار کی

مر گئے بین ہم و لے آنکھین کھلی ہین دیکھ لے ... بعد مردن بھی رہی حسرت ترے دیدار کی

پھر لگا تلوار قاتل ہنستے ہین زخم بدن ... زعفرانی دیکھ کر رنگت تری رستار کی

دیکھ لینا مر گیا جس روز یہ دل خستہ ... سرد ہو جائیگی پھر گرمی ترے بازار کی

مین ہون اے جراح کشتہ دل خط سبز ... زخم پر یہ لگا نا مرہم زنگار کی

آپ سے گذری جو گویا پہو نچے گوشہ تا تاک
پہنچے جب ہو گئی باقی خبر تب یار کی

ترکیب بند

یہ کیا الم ہی جو ہی چاک چاک جیب سحر ... یہ کیا الم ہی جو ہی خورشید تک برہنہ سر

ہے چاندنی مین دلا سیل اشک کا عالم ... وفور گریہ سے اب ہی سفید چشم قمر

سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کبود ... برنگ داغ دل ماہ ہی ہر اک اختر

بنا ہے چاند کا ہالہ بھی حلقۂ ماتم ... ہے برج آبی گردون بشکل دیدۂ تر

مجھے ہی رنج کسی حور کی جدائی کا
جہان آنکھون مین تاریک اسقدر ہی کہ اب
مدام رہتی ہے اب آہ گرم شعلہ فشان
جو میرے حال سی ہوتی ہے گر کبھی آگہ
نیو چھ ہمیش الم ذریہ کا و شین کی مین

قریب مرگ ہون مین اور ہر وہ مجھسے دور
نظر مین ایک ہین لیل و نہار و ظلمت و نور
عجب نہین ہے گرین گر کباب ہوسکے طیور
تو نالے کرنے مین کرتی نہین ہی جو قصور
دل و جگر کو بنایا ہے خانۂ زنبور

کنون چہ سان نشوم بیقرار یا اللہ
ز تیغ ہجر دلم شد فگار یا اللہ

فلک نے مجکو دیا داغ نوجوان افسوس
بھلا ہو خاک میری زیست جب جدا ہو جان
ملا یا خاک مین اوس رشک ماہ تابان کو
خیال یار جب آتا ہی روکے کہتا ہون
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چمن مین مثل صبا کس امید پر جاؤن
مری الم مین مگر روئین یہ مری آنکھین
نہ آشنا کوئی گل ہی نکوئی بلبل یار
چمن مین پھیر لی نرگس نے آنکھ اب مجھسے

مہ دو ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس
انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس
زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس
رفیق و مونس و دلدار و مہربان افسوس
کرون مین کس سی یہ احوال دل بیان افسوس
کریگی کا ہیکو سوسن بصد زبان افسوس
دہن کرے مرا افسوس با زبان افسوس
ہی مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس
نہین نظارے کے قابل ہین ناتوان افسوس

بگریہ آیم اگر گل بباغ مے خندد
بگریہ آیم چو بلبل بباغ می خندد

اکیلا راتوں کو روتا ہوں ڈھانپ کے منھ — بیاں میں کس سے کروں آہ یہ غم پنہاں
کیا جو زیر زمیں تونے میری جان آرام — پڑا ہوں خاک پہ میں صورت تن بیجاں
قرار و صبر فقط تھا ترے سبب دل کو — جو تو ہی پاس نہیں پھر قرار و صبر کہاں
کبھی میں سر در و دیوار سے پٹکتا ہوں — کبھی میں کہتا ہوں اب گھر کو خانۂ زنداں
کبھی یہ کہتا ہوں کیا ہو گیا مرے اللہ — کبھی ہوں صورت آئینہ ششدر و حیراں
فلک نے دیکھے ہیں میری جو صدمۂ شب ہجر — طلب ہلال سے کرتا ہے بہر نالہ زباں
برنگ موج ہوں ایجان بیقرار ایسا — جو موتی ہاتھ میں لوں ہو وہ گوہر غلطاں
اگر میں نالۂ پر درد کرکے رونے لگوں — زمیں کانپ اٹھے روئے گنبد گردوں

فلک بگریہ در آید ز اشکباری من
زمین بلرزه در آید ز بیقراری من

اگرچہ جانتا ہوں دم کا کیا بھروسا ہے — یہاں جو آیا وہ اکدن روانہ ہے
رہے نہ حضرت یوسف اور نہ حسن پاک انکا — رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اوسکا ہے
نہ اب ہے لیلی و شیریں نہ قیس نے فرہاد — نہ اب جہاں میں وامق ہے اور نہ عذرا ہے
نہ اب ہے قیصر و خاقان نہ سلطنت نہ حشم — نہ ہیں سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی — سوا او نکے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے
نہ گل سے گال ہیں انکے نہ آنکھ نرگس سی — نہ مثل سنبل تر کاکل چلیپا ہے
سر عزیز پہ تھا جنکے تاج سلطانی — ہر اک فقیر کی ٹھوکر سر اونکا کھاتا ہے

[illegible]

سلام

[illegible]

ع حرم نے رو کے کہا ہو گئے شہید امام — صدائے گریۂ زہرا جو آئی باہر سے
سمجھ کے پانی بلکتا تھا اصغرِ بے شیر — جو اشک بہتے تھے بانو کے دیدۂ تر سے
غضب ہے جسکا پدر ہووے ساقیِ کوثر — کنارِ نہر وہ اک بوند پانی کو ترسے
چلے یہ کہکے سکینہ سے نہر کو عباسؑ — نہ پانی ملیگا تو لاؤنگا آب کوثر سے
کہا امام نے صابر ہوں ورنہ مثلِ پدر — جو چاہوں قلعے اُکھاڑوں ہزاروں خیبر سے
امام کہتے تھے ہونگا میں اس زمیں میں شہید — سنی ہے مینے خبر بارہا پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہوا شہید جو فرزندِ مصحفِ ناطق — صدا تلاوتِ قرآن کی آتی تھی سر سے
پیادہ لیگئے تا شام اوسکو کرکے اسیر — محال اوٹھنا تھا جس ناتوان کا بستر سے
یقین یہ ہے کہ تری مغفرت ہوا ای گویا — کمال تجھکو محبت ہے ابنِ حیدر سے

سلام

شہ کہتے تھے معراج ہے یہان رنج بھی راحت ہے — گر سر چڑھے نیزے پہ معراجِ امامت ہے
آگے ہے سرِ سرور سر پیچھے شہیدوں کے — کیا خوب امامت ہے کیا خوب جماعت ہے
وابستہ سلاسل سے دیکھا تو کہا شہ نے — زنجیر کو عابد کے اب ہاتھ دو ہو بیعت ہے
زینب نے کہا بیٹے مرنے کو مری جائیں — پردیسی نہ کہے کوئی شبیر کی رخصت ہے
اکبر نے کہا رو رو میں وعدہ کر آیا تھا — صغرا کے نہ لانے کی کیا مجکو ندامت ہے
تنہا تھے کھڑے سرور آسکتے نہ تھے اعدا — ہیبت یہ شہ دین کی اللہ کی ہیبت ہے
نوشہ جو بنا قاسم ماں کہتی تھی قاسم کی — چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے

[illegible]

یہ شاہ کہتے تھے بانو سے دیکھ مقتل کو
چلا ہے لڑنے کو اکبر یہ شادمان کیسا

سنان پہ دیکھ کے سر شہ کا لوگ کہتے تھے
نئی طرح کا ہے یہ برج میں نشان کیسا

جو ہائے خیمے میں اصغر کو شہ تو بولے حرم
لہو ہے حلق سے یا شاہ دین ادوان کیسا

تباہ لوٹے ہوئے سر کھلے پریشان حال
چلا ہے شام کو زہرا کا کاروان کیسا

جو نونہال تھا اصغر نہ اوسکو بھی چھوڑا
قلم ہوا ہے پیمبر کا بوستان کیسا

موئے پہ مادر قاسم یہ بین کرتی تھی
مرے بیٹے کو بنایا ہے خونفشان کیسا

شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی لیچلیں گے ہم
علی کا پوتا ہے بیمار و ناتوان کیسا

ستم ہوا ہے کہ باد خزان اعدا سے
خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا

کریم بخش دے تو اوسکے سب گناہوں کو
ترے حسین کا ہے یار نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہے ہر بشر کو اطاعت حسین کی
مغفور ہوئیگی جماعت حسین کی

مشکل میں [illegible] پہ پہنچتے تھے اہل شام
تفسیر تھی جو پیاس سے حالت حسین کی

روتے تھے زار زار پیمبر بہشت میں
کرتے تھے [illegible] مصیبت حسین کی

سجدے میں سر جھکا دیا محراب تیغ میں
زخموں سے [illegible] طاقت حسین کی

بیعت طلب حسین سے کی ظالموں نے آ
واجب ہے [illegible] بیعت حسین کی

پہنچے تھے سر شہیداں کے آگے سر امام
دیکھو [illegible] امامت حسین کی

خنجر چلا کیا نہ اوٹھی سجدے سے جبیں
[illegible] جہان آ عبادت حسین کی

شہ کہتے تھے یعقوب سے یوسف تو ملا تھا
لیکن نہ ہمارا مہ تابان نظر آیا

گبرا نے شب عقد جو قاسم پہ نظر کی
آئینے سے مانند وہ حیران نظر آیا

جو زخم تھا سو گل کی روش آہ تھا خندان
سرو کا تن پاک گلستان نظر آیا

زندان مین لگی ہاے جو وہ زینت جنت
یہ کہتی جنت سے وہ زندان نظر آیا

اکرتا ہون بیان شاہ کا روتا ہو نمین وزرات
گویا مری بخشش کا یہ سامان نظر آیا

مجرئی باندھو شقی ہای وہ زنجیر مین ہاتھ
ید بیضا سے فزون جو کہ ہے تنویر مین ہاتھ

سینۂ شاہ شہیدان تھا سنانکا مشتاق
خواہش تیغ مین سر تھا طلب تیر مین ہاتھ

خون ناحق کا وہ شبیرؑ کے ہوگا شاہد
آئیگا روز جزا اشمر کا تقریر مین ہاتھ

ہوگئے زینب مظلوم کے بیٹے جو شہید
روئے شہ ڈال کو پھر گردن شبیر مین ہاتھ

مارا دلبند ید اللہ کو جس شخص نے تیر
کام سے جاتا رہا اوسکا بس آئیر مین ہاتھ

شہ کو تلوارین لگاتے تھے شقی دیکھو غریب
تھی زبان ذکر مین مشغول تو تھا دیہ مین ہاتھ

کیا کہون اہل حرم روئی جو وقت رخصت
شہ نے بانو کا دیا جب کف شمشیر مین ہاتھ

ایک سجاد کا تھا ہاتھ بندھا رسی سے
ایک تھا ہاے کف ظالم بے پیر مین ہاتھ

محو تھے ذکر خدا مین شہ دین وقت سنان
ذہن زخم سے مشغول تھے تکبیر مین ہاتھ

کہا سجاد نے کیا ضعف ہے العداؑ
نہ اوٹھے وقت نماز اوسکے جو تکبیر مین ہاتھ

عرف کی آکے جو بیعت تو کیا یہ کونشا
اشقیا بولے عجب شہ کا ہے تسخیر مین ہاتھ

قدم شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تھے
نظر آیا جو انھین قبضہ شمشیر مین ہاتھ

جب ہوئے رخصت مزار شاہ سے
دفن اصغر کو کیا اکبر کو بھی
روتی تھی بانو یہی کر کر کے بین
ہو جہان تابع سلیمان جاہ کا

بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے
ہائے ان ہاتھون سے کیا کیا کر چلے
گلشنیون کلی تم نہ اے اصغر چلے
چرخ پر بھی حکمت اختر چلے

دوست میرے شاہ کے گویا ہون شاہ
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایان ہو گیا
اے سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا

باغ جنت کو چلین گے یہ خوشی تھی شاہ کو
زخم جو تن پر لگا تھا روے خندان ہو گیا

گرد صحرا کی پڑی جب چہرۂ شبیر پر
مثل مہ ابر غباری مین وہ پنہان ہو گیا

کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو
غم یہی تھا خانۂ زنجیر ویران ہو گیا

اسقدر عباس نے کھائے تھے زخم تیغ و تیر
دم مین وہ گل سا بدن شاہ کا گلستان ہو گیا

زینب و کلثوم نے سر سے ردائین پھینک دین
چاک جب صبح شہادت کا گریبان ہو گیا

حضرت مسلم نے کوفے سے یہ نامے مین لکھا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جان ہو گیا

یک قلم کٹ کٹ گری جب نونہالان حسین
عاقبت باغ امامت صاف میدان ہو گیا

ہل گئے ارض و سما اور عرش تھرا اٹھا
خاک و خون مین جب سر شبیر غلطان ہو گیا

تیر اک ظالم نے مارا جو سر پر نور پر
خون سے تر عمامۂ شاہ شہیدان ہو گیا

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا
روضہ ہی جس زمین مین خیر الانام کا

یا شاہ دین ہی بس یہی مطلب غلام کا
تھوڑی سی جا ملے مجھے بستر کیواسطے

سلام

رتبہ نہ کیون بلند ہو میرے سلام کا
ٹھرا ذکر ہون حسین علیہ السلام کا

ہاتف نے کی ندا کہ سخی کا ہی سر بلند
نیزے کی نوک پر جو چڑھا سر امام کا

شبیر چاہتا تو ابلتا زمین سے آب
محتاج تھا وہ آپ سے پانی کے جام کا

شہ غیظ مین جو آئے تو ہاتف کی ندا
رکھیے نشان امت خیر الانام کا

کرتا نہین غزال حرم کو کبھی کوئی صید
کاٹا لعین نے سر شہ بیت الحرام کا

کم تھا نہ کربلا مین تجلی طور سے
جانا حسین ابن علی کے خیام کا

جب آفتاب صبح قیامت کہو ان عدو
ہو کیون نہ شہ سیاہ بھلا فوج شام کا

لوٹے سے خدا جو آئے حرم مین تو بولے شاد
مضمون ہی بن بجز طور اجل کے پیام کا

رو رو سکے کہ رہتے تھے ہم حالات ہر ش
بلوا ہے تا صگان خدا پر عوام کا

کرتے تھے شہ سے ماہ بنی ہاشم التجا
اب قتلگہ مین نام ہو روشن غلام کا

قاسم ہوئے شہید تو کہنے لگے امام
گلگون ہوا پسر حسن سبز فام کا

خون دیدہ فلک سے روان کتنے وقت
غم اسقدر ہے بادشہ تشنہ کام کا

کرتے نہ کیون امام کو مرزو دسیلے نشان
منظور تھا مٹانا پیمبر کے نام کا

۹۹

تو اوسکے سوگ مین زلفون سے پیچ و تاب کیا	
کبھی یہ کہتے تھے شہ مر گئے علی اکبر	کبھی پکارتے تھے اے شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
پھکا ہی جاتا تھا سوزِ الم سے سبکا جگر	حسینؑ کہتے تھے اکبر کی لاش پہ جا کر
تمھارے داغ نے بابا کا دل کباب کیا	
جب آیا لاشۂ اصغر حرم کے گرد ہی سارے	یہ بانو روکے لگی کہنے سو گئے پیارے
کہا یہ شاہ نے حسرت سے کرکے نظارے	نہ نیند آتی تھی اصغر کو پیاس کے مارے
گلے یہ تیر جو آکر لگا تو خواب کیا	
یہ غم سے پیٹی کہ بس نیلا کر دیا منھ کو	لہو یہ روئی کہ گلرنگ کر دیا منھ کو
مگر نہ کعبۂ سکینہ کیا شرم سے سیاہ منھ کو	بنی کی لاش جو آئی چھپا لیا منھ کو
دُلھن نے حضرتِ قاسم کا کیا حجاب کیا	
نہ لب پہ آیا گلہ اوس امام زادی کے	چھدے تھے خار سے پا اوس امام زادی کے
بندھے تھے ہاتھ ہی کیا اوس امام زادی کے	گلے مین طوق بھی تھا اوس امام زادی کے
خدا نے جسکے تئین مالک الرقاب کیا	
ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا	یہ فرطِ ضعف تھا ہرگز چلا نہ جاتا تھا
زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا	سوار گھوڑے پہ اعدا پیادہ شہزادہ
عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا	
وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین	تو یاد آتے لبِ خشک سید الکونین

ورنہ او کے سرِ دنیا دارد — روے دل جانب عقبیٰ دارد

دست او وقت جهادِ اصغر — دل او محو جهادِ اکبر

سرورِ لشکرِ اهلِ اسلام — روح در پیکر اهل اسلام

چشم او هست حیا آلوده — دل او هست وفا آموده

وعده اش صادق و عهدش واثق — زین حشم هست زیاده لائق

ذیل اغراق تتقریرم نیست — یک قلم شبهه تتحریرم نیست

گر پیاده پدرش رو بنهد — اسپ و با ساز و یراقش بدهد

سائل اسپ چو گردید دو چار — کرد فی الحال ورا فیل سوار

عدل او شرع پیمبر باشد — خویش و بیگانه برابر باشد

سیم و زر بخشد و منت ننهد — مزد بے رنج و مشقت بدهد

صد و سی سال سلامت باشد — هر دم افزونی دولت باشد

نظم او وزن فصاحت دارد — نثر او سجع بلاغت دارد

سے چکد عشق ز هر مصرعهٔ او — نور صد حسن بهر مطلع او

قصهٔ عشق همه دیوانش — داستان دل او دستانش

دفتر شعر مرتب فرمود — گلشن نظم مرطب فرمود

سال اتمام و سن ترتیبش — گفت دل هست کتاب دلکش

۱۲۴۴ ۱۲۴۲

ایضاً

۱۰۱

صد و بست سالش بود زندگانی
با اقبال و با جاه و با کامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم
قرینش بود عشرت و میمنت هم

در تاریخ ترتیب دیوان از شیخ امام بخش ناسخ

دو آتش خمم و کلک او بادہ نوشست — مضامین او ہمچو مستی بجوشست
چو مائل بترتیب و تالیف آن شد — بہر صفحہ رنگ گلستان عیان شد
نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ — کہ او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہی — کہ ترتیب دیوان ہمایون آگہی

تاریخ از مضطرب

از نظر دیوان گویا چون گذشت — یافتم نظمش ہمہ جان سخن
ہر زمین شعر بر گردون رساند — اللہ اللہ شوکت و شان سخن
از میان شہ مردان چو بست — پرس نیا شعر مہا ان سخن
ناظم ملک معانی طبع او — بست فکرش زیب دیوان سخن
چون کلام خویش را ترتیب داد — شد فراہم جملہ سامان سخن
چون پے تاریخ گشتم مضطرب — گفت ہاتف وہ چہ بستان سخن
پیش فکر بلند گویا — تا عرش نہ کچھ حجاب دیکھا
دیوان دیکھا تو مضطرب نے — چون سحر آثر کتاب دیکھا
جس دم پڑھے شعر عاشقانہ — بس دل کو پر اضطراب دیکھا
اللہ رے رتبۂ فصاحت — بیحد اور بے حساب دیکھا

[illegible]

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی	بولا کہ یہ دیوان ہے گلستان فصاحت

تاریخ

ہر اک بحر دیوان گویا ہے دُر خیز یہ تاریخ ترتیب دیوان ہے ناسخ	نہ یون بے بہا پائے دریا نے موتی پروئے ہین لڑیون مین گویا نے موتی

تاریخہائے ترتیب دیوان از مرزا فرخ شاعر

شعر فقیر محمد خان کے بسکہ ہین ننگ نقص سے پاک بسکہ ہر ایک زمین غزل مین نقد معانی ہین بحید جب کیا تفصیل اوسنے دیوان فرخ نے یہ قلم سے کہا	جلسے مین ہین شاعرون کے صاف آئینہ حیرانی زا رنگین شعر و سخن کا ہے اوسکا باغ و بہار جوانی زا لکھ دیباچہ باغ و بہار و گنج نظم معانی زا

تاریخ

جو لکھی ہر بحر شعر گویا درِ مضامین سے وہ بھری ہے نہ کیون ہو ملک سخن پہ قبضہ نہ کیون ہو رعب اوسکا شاعرون کی جب اپنا دیوان اوس نے بانٹا سروش غیبی نے یہ صدا دی	ہو کیون نہ لفظون مین آبداری کہ معنی تر سے روان تری ہے کہ تیغ بران زبان گویا ہے زور طبع و بہادری ہے کرامت شاعری ہے تاریخ کیا کرامات شاعری ہے

تاریخ

تاریخ

اب ہم اک ساحل وہم بحر غزل جیحون ہے
اوسکا دیوان ہے مگر مجمع بحرین سخن
سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال
کہا فرخ نے کتاب سخن موزون ہے

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا جل وعلا اور نعت محمد مصطفے خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ہو کہ دیوان بلاغت و فصاحت نشان فقیر محمد خان اوعزہ اللہ فی الدارین مطبع فیض منبع جناب منشی نول کشور بمقام کانپور ماہ جولائی سنہ [illegible] عیسوی مین چھاپا گیا فقط کتبہ [illegible]